

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

اُنٹیسوال اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ مورخہ 27 نومبر 2020ء بروز جمعۃ المبارک بمرطابق 11 ربیع الثانی 1442 ھجری۔

نمبر شار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	16
3	رخصت کی درخواستیں۔	42
4	مشترکہ قرارداد نمبر 88 مجاہب۔ میرزادہ علی ریکی، رکن بلوچستان صوبائی اسمبلی۔	44
5	قرارداد نمبر 89 مجاہب۔ جناب ظاہر مثیں جانسن، رکن بلوچستان صوبائی اسمبلی۔	47
6	مشترکہ قرارداد نمبر 90 مجاہب۔ حاجی احمد نواز بلوج، رکن بلوچستان صوبائی اسمبلی۔	51
7	قرارداد نمبر 91 مجاہب۔ محترمہ شکلیل نوید قادری، رکن بلوچستان صوبائی اسمبلی۔	53
8	مشترکہ قرارداد نمبر 92 مجاہب۔ میر حمل کلمتی، رکن بلوچستان صوبائی اسمبلی۔	55
9	باضابطہ تحریک التوانہ 1 پر بحث۔	68

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر ----- میر عبدالقدوس بزنجو
 ڈپٹی اسپیکر ----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسٹبلی ----- جناب طاہر شاہ کاکڑ
 اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن
 چیف رپورٹر ----- جناب مقبول احمد شاہوائی



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 27 نومبر 2020ء بروز جمعۃ المبارک بطبقن 11 ربیع الثانی 1442 ہجری،
بوقت شام 05:00 بجکر 25 منٹ پر زیر صدارت میر عبدالقدوس بنجوا، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال
کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آ خوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١﴾ مَنْ يُصْرَفُ عَنْهُ يُوْمَنِدٌ فَقَدْ
رَحِمَهُ ط وَذِلِكَ الْفُورُ الْمُمِينُ ﴿٢﴾ وَإِنْ يَمْسِسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ
إِلَّا هُوَ ط وَإِنْ يَمْسِسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣﴾ وَهُوَ الْفَاعِرُ
ط فُوقَ عِبَادِه ط وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ﴿٤﴾

﴿پارہ نمبر ۱۸ سورہ الانعام آیات نمبر ۱۵ تا ۱۸﴾

ترجمہ: تو کہہ میں ڈرتا ہوں اگر نا فرمائی کروں اپنے رب کی ایک بڑے دن کے
عذاب سے۔ جس پر سے ٹل گیا وہ عذاب اُس دن تو اُس پر رحم کر دیا اللہ نے یہی ہے
بڑی کامیابی۔ اور اگر پہنچا دے تجھ کو اللہ کچھ سختی تو کوئی اُسکو دُور کرنے والا نہیں سوائے
اُس کے اور اگر تجھ کو پہنچا دے بھلا کی تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اُسی کا زور ہے اپنے
بندوں پر اور وہی ہے بڑی حکمت والا سب کی خبر رکھنے والا۔ صدق اللہ العظیم۔

جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔ جی زمرک خان صاحب!

انجینئر زمرک خان اچنگی (وزیر حکومت زراعت و کوآپریٹوں): جناب اسپیکر! مجھے ایک احتجاج ریکارڈ کروانا ہے اسمبلی فورم پر حالانکہ ہمارے لیے مناسب نہیں ہے کہ ہم اس کو ادھر یہاں ریکارڈ کروائیں۔ کیونکہ ہم عوامی نمائندے ہیں تو یہاں منستر کا عہدہ ہم لوگ رکھتے ہیں۔ یہاں ہماری بہت اچھی بیوروکری میں اور بہت اچھے افسروں ہیں۔ لیکن کچھ ہیں وہ اپنی مرضی سے فیصلے کرتے ہیں۔ حالانکہ ہماری ایک سیاسی گورنمنٹ ہے ہم سیاسی لوگ ہیں یہاں ہم اپنے ڈسٹرکٹ کے حالات کو خود بہتر جانتے ہیں۔ اور اسکے حوالے سے ہم فیصلے کرتے ہیں جو وہ وہاں کے عوام کی مفاد میں ہو۔ لیکن کچھ افسروں وہ اپنی مرضی چلاتے ہیں۔ جو ان کو وہاں کے روایتی ماحول کا بھی پتہ نہیں ہے ہمارا قبائلی معاشرہ ان کا بھی ان کو پتا نہیں ہوتا ہے۔ اس طرح ہمارا ایک فیسر ہے جس کا نام ہے عزیز جمالی PPHI کا ہیڈ ہے۔ جس نے قلعہ عبداللہ میں اتنی مداخلت کی ہے اپنی مرضی سے کہ ہم نے بارہاں کی جو complain higher authority تک چیف منستر تک ہم نے کی ہے کہ اس کے خلاف کوئی ایکشن لیا جائے۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ ہماری مرضی چلے اگر ہم حق پر ہوتے ہیں تو ہمیں سناجائے۔ اگر ہم حق پر نہیں ہوتے تو ہماری چیز ہم نے کبھی بھی زبردستی کسی سے منوانے کی کوشش نہیں کرتے۔ تقریباً پہلے سیشن سے اس سیشن تک اجلاس سے پہلے سیشن جو ہوا تھا اس وقت سے اس نے شروع کیا ہے اس کو ہم نے بارہاں نے ریکوئست کی ہے کہ بھی قلعہ عبداللہ جو ہے یہاں اصغر خان ہیں، میں ہوں یہاں ہمارے حاجی نواز ہیں ہم مل کے اس صوبے کو چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن وہ نہیں مانتے ہیں۔ وہاں غیر منتخب لوگوں کی باتوں کو endorse کرتے ہیں وہاں ایسے لوگوں کو appoint کرتے ہیں جو وہاں کے لوگوں کے مفادات کے خلاف ہو جاتے ہیں ہم نے یا آپ سے احتجاج کرنی ہے کہ سی ایم صاحب اور ہمارے جو colleagues ہیں وہ اس مسئلے کو دیکھ لیں۔ کل کو ایسا ناہو کہ یہ مسئلہ بہت، میں حالانکہ تحریک استحقاق بھی لانا چاہتا تھا۔ لیکن میں point of public importance پر یہ بات کروں کم از کم ہائر اتحارٹی تک یہ بات پنچ جائے کہ اس آدمی کے خلاف جو انہوں نے بلوچستان میں اور بھی جگہ بہت ایسے اقدامات کئے ہیں جو غیر ضروری ہیں اور وہ کہتا ہے کہ میں کسی گورنمنٹ کو مانتا ہی نہیں ہوں حالانکہ یہ جمہوریت ہے، جمہوریت میں Polititcians ہوتے ہیں وہ گورنمنٹ کو چلانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن انہوں نے بہت غیر طریقے سے کیا ہے تو اسپیکر صاحب! یہ میرا احتجاج تھا اسمبلی فلور پر میں ریکارڈ کرنا چاہتا تھا کہ اس آدمی کے خلاف کارروائی کی جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ زمرک خان صاحب! پہلے گورنمنٹ کے فورم پر آپ دیکھ لیں اگر وہاں

نہیں ہوتا ہے تو یہاں تحریک لاسکتے ہیں قرارداد لاسکتے ہیں۔ جی زیرے صاحب!

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! اگر آپ پر لیں کلب جائیں تو وہاں چار پانچ احتجاجی کیمپ دھرنے والوں کا وہاں بیٹھے ہوئے ہیں ابھی صوبائی اسمبلی کے سامنے ٹیچرز، کمیونٹی ٹیچرز ہڑتاں، انہوں نے احتجاج کیا۔ اُن کا حق ہے پاکستان کا آئینہ ہمیں کہہ رہا ہے کہ آپ کو تحریر اور تقریر کی آزادی ہے۔ جب ہے تو یہ اسمبلی پھر ہمارے عوام کی امنگوں کا مظہر ہوتا ہے اُس کے سامنے لوگوں کو ہر حالت میں آنا چاہیے اور ان کو حق ہے کہ وہ پر امن احتجاج کریں۔ ابھی پولیس نے جا کر کے اُن کو گرفتار کیا لائھی چارج ہوئی ہمارے معزز اساتذہ جو ہمارے آنسو والی نسلوں کو وہ پال رہے ہیں اُنکی وہ تربیت کر رہے ہیں۔ بجائے اسکے کہ اُن کے مطالبات سے جائیں اُن سے بات چیت کی جائے اُن پر لاثیاں بر سائی گئیں۔ اسی طرح جناب اسپیکر! اوس تھے محمد اور گنداحم کے لوگ بیس دن سے بیٹھے ہوئے ہیں شام کو پولیس جاتی ہے اُن بیچاروں کو گرفتار کرتے ہیں، پھر رات کو تھانے میں رکھتے ہیں۔ دن کو چھوڑتے ہیں۔ ابھی یہ بیچارے اوس تھے محمد سے آئے ہیں۔ میں نے اُس دن بھی کہا کہ اوس تھے محمد سے جو لوگ منتخب ہو کرتے ہیں، جعفر آباد، نصیر آباد، ایک دو کو چھوڑ کے باقی تونسل درسل انگریز کے ساتھ بھی یہ حکومتوں میں تھے اور 70 سالوں سے یہ حکومتوں میں ہیں، آج بھی حکومت میں ہیں، اُن بیچاروں کا کوئی بھی نہیں سنتا وہ پڑے ہوئے ہیں ان کا کوئی دل جوئی نہیں ہو رہی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ رونگ دیدیں جناب اسپیکر! کم از کم اتنے اپوزیشن ممبران ہیں، ہمارا مشترکہ مطالبہ ہے کہ ان ٹیچرزو اور کمیونٹی ٹیچرزو فوراً رہا کیا جائے۔ جو بھی اسی لائھی چارج میں ملوث ہیں اُن کے خلاف کارروائی کی جائے۔ یہ کوئی *Bannana* ریاست نہیں ہے، یہ پارلیمانی democracy ہے، یہ جمہوریت ہے آپ جو ہے ناں بس بندوں کو ٹھالو، مارو، پڑو، بے عزت کرو، پھر شام کو چھوڑ دو۔

جناب اسپیکر: جی نصیر صاحب!

ملک نصیر احمد شاہووالی: جناب اسپیکر! اُس دن ہمارا پہلا اجلاس ہوا 24 تاریخ کو میرے خیال میں آپ اُس دن نہیں تھے تو ڈپٹی اسپیکر صاحب اجلاس کی صدارت کر رہے تھے۔ اُس دن بارش ہو رہی تھی یہ کمیونٹی ٹیچر یہاں آئے پھر ڈپٹی اسپیکر صاحب نے رونگ دے دی ”کہ جائیں اُن سے ملیں اُن کے مطالبات سنیں اور پھر ایک کمیٹی بنائیں کہ اُس کو حل کرنے کی کوشش کریں گے“۔ اُس دن بڑی مشکل سے حکومت کی طرف سے مبین بھی اور ہماری طرف سے زابریکی کو بھیجا گیا۔ اور انہوں نے وہاں جا کر اُن کو تسلی دی ”کہ انشاء اللہ جمع کو آپ کے مطالبات حل کیے جائیں گے اور آپ لوگوں کو اچھی خوش خبری ملے گی“۔ لیکن آج یہ کمیونٹی ٹیچر زیہاں آئے۔

جناب اسپیکر! وہ اپنے اُس دن کے مطالبات کے حوالے سے آج اُن پر بیہاں لاٹھیاں بر سائی گئیں اُن کو دھکے دیئے گئے اور اُن میں سے دو تین بہت سخت زخمی بھی ہوئے اور اُن کو گاڑیاں میں بھر بھر کر انکو تھانے لے جایا جا رہا ہے جناب اسپیکر صاحب! جس طرح میرے دوست نے کہا کہ اگر آپ پر لیں کلب جائیں تو کئی ایسے کیمپ لگے ہوئے ہیں جو مہینوں سے بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ اپنے یہی مطالبات کے حق میں ہڑتاں کی ہوئی ہے۔ آپ نے دیکھا کہ میں نے اُسی فورم پر ایک آواز اٹھائی کہ ہمارے کچ کے 144 ایسے ٹیچرز ہیں جن کو بغیر کسی نوٹس کے ڈی اونے فارغ کیا، پھر بعد میں ہمارے معزز وزیر صاحب جو اُس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے تملی دی۔ جی بالکل اُن کا مسئلہ genuine ہے اور اُس کو حل کیا جا رہا ہے۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ گزشتہ دنوں اُس سرد موسم میں مکران سے وہ عورتیں بچے، وہ تمام ٹیچرز ہمارے پر لیں کلب آئے انہوں نے کیمپ لگائے تین چار دن تک بیٹھے رہے اُس کے بعد بڑی مشکل سے میرے خیال میں اکبر آسکانی نے انکو تسلی دے کر بھیجا۔

جناب اسپیکر! اس قسم کے مسائل اس صوبے کے اندر ہزاروں ہیں پہلے یہ کہا جاتا تھا کہ اس صوبے میں لوگوں کو دس سالوں سے روزگار نہیں ملی ہے، جتنی ملازمتیں آتی ہیں وہ سال کے end میں وہ واپس چلی جاتی ہیں سابقہ ڈور حکومت میں 32 ہزار، 34 ہزار پوٹشوں کی بات ہوئی لیکن ابھی ایک اندازہ ہے کہ 1 سے لیکر 16 گریڈ تک تقریباً 40 ہزار پوٹشوں اس صوبے کے اندر خالی ہیں۔ میں نے ایک سوال بھی لایا ہے جناب اسپیکر! اسکا جواب اس دفعہ نہیں آیا تو یہ بد قسمتی ہے ایک طرف سے کرونا کی وباء ہوئی اُس کی وجہ سے اس صوبے کو کہا جا رہا تھا 70% لوگ غربت کی لیکر سے نیچے کی زندگی گزر رہے ہیں۔ لیکن آج آپ کی اپنی P&D کی ایک روپرٹ ہے کہ یہ اب 84% فیصد سے اوپر چلی گئی ہے۔ وہ لوگ جو چھوٹے کاروبار کرتے تھے اُن کی دکانیں تھیں بس چلاتے تھے ریڈی چلاتے تھے اس کرونا کی وجہ سے اُس میں تقریباً 20 فیصد لوگ متاثر ہوئے اور یہ 84%, 85% پر چلی گئی ہے اور اسی طرح صوبے کے اندر اتنی پوٹشوں خالی پڑی ہوئی ہیں اُن کو fill نہ کرنا دوسرا طرف جو کیونٹی ٹیچرز ہیں، آپ کے دوسرے ٹیچرز ہیں، BDA والے ہیں آپ کے C&W کے بہت سارے ملازمین جو 7 سو، 8 سو تھے، ادھر ایک بہت بڑا پنڈہ پڑا ہوا ہے جو حل کرنے کے لیے جناب اسپیکر! یہ حکومتیں اگر لوگوں کے مسائل حل نہیں کر سکتے، مسائل بڑھتے جا رہے ہیں جب یہ مسائل کا جم غیرہوگا پھر عوام اسی طرح آگے آئیں گے۔ میں تو اس اسمبلی کے سامنے کبھی دیکھا نہیں کہ کوئی فارغ بیٹھا ہوا ہے ہر روز ہمارے آنے سے پہلے ادھر مجمع لگا رہتا ہے۔ آپ نے نہیں دیکھا گزشتہ دنوں کیلوں کا مسئلہ ہوا تو یہ صوبہ بد قسمت ہے پتہ کیا منظر پیش کرنے جا رہا ہے کوئی ایسا ورز نہیں ہے جو کیمپ میں جا کر تسلی دیں یا اپنے کابینہ کی میٹنگ میں بیٹھ کر ان

مسئلوں کو حل کرنے کی کوشش کریں۔ آج آپ کے سامنے ہمارے وزیر جو ہے اپنے کسی سکرری کی یہاں خود ہی شکایات کرتے ہیں۔ یہاں وہ خود ہی قرارداد لاتے ہیں تحریک استحقاق لاتے ہیں وہ خود ہی اس ایوان کا حصہ ہیں میں تو نہیں سمجھتا ہوں کہ جب ان کی اپنے ہی مسائل اس فورم پر حل نہیں ہوتے تو پھر اس حکومت کو چھوڑ دیں آئین اس طرف بیٹھیں ہمارے ساتھ ہم ایک نئی حکومت بنائیں گے صاف اور شفاف کر پشون سے پاک لوگوں کو روزگار دینے گے ان کو سب کچھ ملے گا جب آپ چھوٹی چھوٹی شکایات بھی اس ایوان میں لاتے ہیں کہ جس فورم کے آپ بندے ہیں وزیر ہیں آپ کا وہاں مسئلہ حل نہیں ہوتا پھر آپ کہتے ہیں کہ ہمارا استحقاق محروم ہوا ہے۔ میں تو روزدیکھتا ہوں کہ امن امان کے حوالے سے کیا ہمارے اپنے دوستوں نے اسد بلوچ نے اس کے لیے قرارداد پیش نہیں کی؟ کہ ہماری DPO وہ میری بات نہیں مانتا ہے؟ آپ کے سامنے میرے دوست اصغر خان اچنڈی صاحب چن کے حوالے سے اس قسم کی بات کی تو یہ سارے مطمئن نہیں ہیں حکومت سے بالکل میں کہتا ہوں کہ collapse ہو چکی ہے۔ آپ رونگ دیدیں جناب اسپیکر! ہمارے جتنے بھی سوالات ہیں یہ سارے موخر ہو رہے ہیں اور آپ اس کے اندر بیٹھیں گے یہ آپ کو 2018ء کے سوالات بھی ملیں گے جو مسلسل آج پانچویں چھٹی دفعہ موخر ہو رہے ہیں۔ کدھر ہے حکومت کون سوالوں کا جواب دے گا؟ پچھلی نشست میں ہمارے وزیر داخلہ کے سوالات تھے وہ اس وقت نہیں ہوئے ہمارے اسپیکر! نے سوالات کو موخر کر دیے، آدھے گھنٹے کے بعد ہمارے وزیر داخلہ پہنچ گے۔ آج ایجوکیشن کے سوالات ہیں ہمارے ایجوکیشن کے وزیر اس وقت ایوان میں نہیں ہے اور یہ ایوان کے ساتھ مذاق ہے بلوچستان کے عوام کے ساتھ مذاق ہے۔ جناب اسپیکر! یہ سنجیدہ بات ہے آپ نے خود ایک اجلاس یہ کہہ کر اس اجلاس postponed کر دیا کہ آج کوئی وزیر سوالات کے جواب دینے کے لیے نہیں ہے اس لیے احتجاج میں چلا جاتا ہوں۔ یہ تروز ہوتا ہے پھر یہ ایوان چلے گا ہی نہیں کل بھی سوالات موخر ہوئے آج بھی موخر ہو گئے کل بھی ایوان کے سامنے لوگ بیٹھے تھے بے عزت ہوئے ڈنڈے کھائے جیل میں گئے آج بھی آپ کے سامنے ڈنڈے کھائے جیل میں گئے کون ہے جو اس صوبے کا وارث ہے جو لوگوں کے مسائل حل کریں۔ جناب اسپیکر! میں پوچھنا چاہتا ہوں آپ ایک role ادا کریں یہ جو ظلم ہے یہ زیادتیاں ہیں، خاص کر یہ ملازمتیں ہیں اشتہار دیا جاتا ہے اخبارات میں کہ اتنی ملازمتیں آگئیں فلاں ڈیپارٹمنٹ میں لوگوں 7 سو 8، 9 سو ہزار غریب لوگوں کے پاس ایک سورہ پیہیں ہوتا ہے پیسے جمع کرتے ہیں کوئی فارم ان کو تھما دیا جاتا ہے۔ ایک چھوٹی سی پرچی اُن کوں جاتی ہے یہ آپ کا سیریل نمبر ہے دوچار مہینے کے بعد پھر وہ cancel کیا جاتا ہے کہ دوبارہ اشتہار دیا جائے گا۔ اسی طرح جناب اسپیکر! ہمارے حقوق میں پہلے تو کچھ کام

ہی نہیں ہے چھوٹی بہت اسکیمیں ہمارے حلقوں کے لیے دی گئیں تھیں اب وہ تمام جب ہم P&D سے معلوم کرنے گئے انہوں نے کہا آپ کی تمام فائلیں وزیر اعلیٰ کی ٹیبل پر ہیں اُن کو منگوایا ہے اس قسم کی نا انصافیاں ہم سے اگر کسی نے زیادتی کرنی ہے بھیت MPA وہ کر سکتا ہے ہمارے حلقة کے عوام کا کیا قصور ہے جناب اسپیکر! کہ اُن کا حصہ مارا جائے اُن کا جو حق بتا ہے اُس حصہ کو ختم کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ ملک صاحب! جی۔

ملک نصیر احمد شاہوی: انہیں الفاظ کے ساتھ جناب اسپیکر! آپ سے ایک رولنگ چاہتا ہوں اس حوالے سے رولنگ دیدیں۔

جناب اسپیکر: رولنگ تو بتی ہی نہیں ہے گورنمنٹ جواب دے گی۔ پہلے گورنمنٹ کو سنتے ہیں ناں۔ جی۔ زمرک خان پلیز آپ ہاؤس کو ظاہم دیں۔ جی۔

ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): جس طرح ساتھیوں نے کہا کہ جب یہ نوٹس پر بحث شروع ہوئی تو لوگ یہاں احتجاج پر تھے تو جناب نے یہ رولنگ دی کہ دوڑشیری پیپر سے اور گورنمنٹ سے یہ افراد جائیں اور اُن کو تسلی دیں تاکہ کوئی صورت بن سکے۔ پھر یہ گئے اور کہا کہ 27 تک ہم آپ کے لیے کوئی صورت نکالیں گے تو آج یہ اپنا احتجاج ریکارڈ کروانے آئے کہ آج ہمارے بارے میں ایک اچھا فیصلہ آئے گا، ہماری regularization کا کوئی حکم آئے گا، تو اُس کا عوض یہ دیا گیا ہے کہ اُن کو ما را پیٹا گیا اُن پر لالہی چارچ کی گئی اور تھانے میں بند کر دیا۔ یہ گرفتاری غیر قانونی ہے، احتجاج کو بند کرنا غیر آئینی عمل ہے۔ اس لیے جناب یہ رولنگ دیں گے کہ یہ جو غیر آئینی عمل ہے اس کو فوری طور پر withdraw کیا جائے اور ان لوگوں کو رہا کیا جائے۔ جناب جہاں تک ان اساتذہ کا background ہے یہ بھی دیکھا جائے کہ ان کا احتجاج ہے، یہ 2007ء میں appoint ہوئے، 1786ء میں geniune اساتذہ ہیں کمیونٹی اسکولز سسٹم کے اور یہ نومبر 2001ء میں MD بلوجستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ہمیں اس بات پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہے اگر ان اساتذہ کو regularize کیا جائے۔۔۔ (مداخلت) اُسی پر آرہا ہوں آپ بیٹھ جائیں جی سردار صاحب! کچھ روایات ہوتی ہیں۔ کچھ ethics ہوتے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) یہ تو سارے معاملات کو آپ روک رہے ہیں یہ دیکھیں یہ اسکا حصہ ہیں۔ آپ بعد میں کہیں جو آپ نے کہنا ہے۔ جی۔ میں صورتحال بیان کر رہا ہوں ان کو کوئی حق نہیں پہنچتا ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب اسپیکر: ملک صاحب سردار صاحب۔ آپ لوگ آپس میں بات نہیں کریں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

ملک صاحب! آپ اتنے سینئر بندے ہیں آپس میں کیسے بحث کر رہے ہیں، مجھے سمجھنہیں آتی لیکن وہ میرا کام ہے میں اُس کو بھاؤں یانہیں۔۔۔ (مداخلت۔شور) آپ بیٹھیں، point آگیا۔ ٹھیک ہو گیا، جی شکر یہ۔ سردار عبدالرحمن کھیڑان (وزیر خوارک و بہود آبادی): یقیریکر رہے ہیں یا پوابست آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں میں سیدھی سادھی بات کر رہا ہوں آپ اس میں سیاست کیوں کر رہے ہیں؟

جناب اسپیکر: سردار صاحب! آپ کا point آگیا آپ بیٹھیں مہربانی۔۔۔ (مداخلت۔شور) جی ملک صاحب! آپ پلیز۔۔۔ (مداخلت۔شور) میں بتاتا ہوں ملک صاحب۔

قائد حزب اختلاف: آپ بیٹھ جائیں جی یہ توجہ دلاو نوٹس آج یہاں existance کرتا ہے اس کارروائی میں لوگ گرفتار ہوتے ہیں۔ لوگ جیلوں میں ڈالے جا رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی سردار صاحب ایک منٹ ملک صاحب آپس میں باتیں نہیں کریں۔ جی سردار صاحب مہربانی آپ نے نوٹس میں لے آیا۔

قائد حزب اختلاف: آپ بیٹھیں گے۔۔۔ (مداخلت) آپ بیٹھیں گے میں یہ ساری پوزیشن بتاؤں گا۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب! آپ سینئر بندے ہیں آپس میں کیسے بحث کر رہے ہیں مجھے سمجھنہیں آرہی ہے وہ میرا کام ہے کہ میں اُس کو بھاؤں یانہیں۔ پوابست آگیا ہے ٹھیک ہو گیا ہے آپ چیئر کو، جی شکر یہ۔ سردار صاحب آپ کا پوابست آگیا ہے۔ جی ملک صاحب آپ پلیز۔ جی اذان ہو رہی ہے۔ اذان کا تוחیال رکھیں۔ اذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔اذان مغرب)

جناب اسپیکر: اچھا ملک صاحب! بات یہ ہے کہ اگر کوئی وہاں سے آتا ہے اور اُس نے point دے دیئے۔ آپ چیئر کو address کریں کہ اُس کو بھائیں۔ اگر اُس کے وہ غلط ہیں تو وہ Chair کی responsibility ہے کہ وہ اُس کو handle کر لیں۔ اگر یہی چیز توجہ دلاو نوٹس میں ہے تو اُسی میں ہم discuss کر لیتے ہیں۔ اگر آپ نے لائی ہے تو پھر اس کو ادھر بھی لا لیں۔ ابھی یہاں discuss کر لیں گے پھر بعد میں اُدھر بھی آئے گا۔

وزیر خوارک و بہود آبادی: جناب اسپیکر! میں نے تو یہی کہا ہے۔

قائد حزب اختلاف: میں تھوڑا سا explain کر دوں جناب اسپیکر! کہ اگر یہ شروع میں یہ بات اٹھائی نہ

جائی تو مئیں تو بیٹھا ہوا تھا۔

جناب اسپیکر: وہ تو آپ لوگوں نے اٹھائی ملک صاحب وہ آپ کی اپنی اپوزیشن نے اٹھائی۔ آپ کہہ دیتے کہ یہ توجہ دلاؤ نوں میں ہے آپ اس کو اسی میں discuss کرتے۔ چلو اس کو اسی میں توجہ دلاؤ نوں میں کرتے ہیں اگر آپ کی مرضی ہو۔

قائد حزب اختلاف: ٹھیک ہے جناب جیسے آپ حکم کریں گے میں ویسے ہی کروں گا۔

جناب اسپیکر: جی نصر اللہ زیرے نے کہا ہے کہ وہاں گرفتاریاں ہوئی ہیں۔

قائد حزب اختلاف: میں چنگیز جمالی صاحب کو جو ہمارے سابق وزیر اعلیٰ صاحب کے فرزندار جمند ہیں، فیڈریشن میں پارلیمنٹریں رہے ہیں۔ میں انکو خوش آمدید جناب کے توسط سے کرتا ہوں۔ بڑی خوشی کی بات ہے ان کے والد محترم بلوچستان کے وزیر اعلیٰ رہے ہیں۔ خود بھی محنتی شخص ہیں اللہ ان کو آباد رکھے۔

جناب اسپیکر: جی وہ وفاقی وزیر ہے ہیں۔ چنگیز جمالی کو پورے ہاؤس کی طرف سے welcome کرتے ہیں۔ جی حمل صاحب۔

میر حمل کلمتی: جناب اسپیکر! ان کو welcome کرنے کے لئے اٹھا تھا۔ آپ کی موجودگی میں یا تو آپ نے آرڈر دیئے ہیں پولیس کو انکو arrest کرنے کے لیے یا تو آپ کے آرڈر کے بغیر آپ ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کو ٹیچر زکو۔

جناب اسپیکر: ایک چیز آپ لوگوں کے knowledge میں ہو کہ جو ہاؤس کا جو area ہے یا territory ہے اُس میں اگر گرفتاری ہوتی ہے وہ اسپیکر کے وہ میں روڈ پر اگر گرفتاری ہے تو وہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے۔ وہ بات صحیح ہے وہ اسمبلی کے احاطے میں نہیں ہے، تو اس کی ہم گورنمنٹ سے رپورٹ لے لیں گے۔

میر حمل کلمتی: جناب اسپیکر! پوری دنیا میں ٹیچر زکو عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ یہ جو منظر صاحبان اور ہم یہاں بیٹھے ہیں ہم ٹیچر ز سے پڑھے ہیں یہ 950 ٹیچروں کا مسئلہ ہے۔ ٹوٹل یہ 666 اسکول کھولے گئے تھے، 60 ہزار کے لگ بھگ اسٹوڈنٹس یہ لوگ پڑھا رہے ہیں 2007ء میں ورلڈ بینک کے تعاون سے یہ پروجیکٹ start ہوا۔ 2014ء میں ورلڈ بینک نے یہ پروجیکٹ گورنمنٹ بلوچستان کو handover کیا اور سالانہ 50 کروڑ روپے اس BEEF کو ملتے ہیں ان ٹیچرز کی تխواہوں کے لیے، سارے ڈسٹرکٹوں میں ٹیچنگ اور نان ٹیچنگ اسٹاف کی پوسٹ خالی ہیں ان بیچاروں کو permanent کیا جائے۔ اور آپ رولنگ دیں ان کوفور آرہا کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جی اب اس کو windup کر دیں۔ جی اختر صاحب۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب والا! جب یہ اسٹوڈنٹس کا issue چل رہا تھا اُس وقت بھی چیئرمیٹر کی طرف سے رولنگ آئی تھی کہ، پوری دنیا میں یہ روایت ہے کہ اس اسمبلی سے لوگوں کی امیدیں، لوگوں کی توقعات وابسطہ ہیں۔ لوگ اپنے مسائل اپنا احتجاج اسمبلی کے گیٹ پر آ کر ریکارڈ کرتے ہیں۔ ہماری اسمبلی میں اس سے پہلے یہ روایات کبھی نہیں تھیں اس گورنمنٹ سے پہلے۔ لیکن اس گورنمنٹ کے دور میں ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ جو بھی طبقہ ہے جو بھی اس اسمبلی میں اپنا مدد عالے کر اسمبلی کے گیٹ پر آ کر احتجاج کرتا ہے یہ گورنمنٹ لاٹھی اور گولی کی زبان سے اُن سے بات کرتی ہے اور اُن کو گرفتار کر کے جیلوں میں ڈالتی ہے، اس سے پہلے اسٹوڈنٹس کو ہماری بچیوں کو یہاں گرفتار کیا گیا تھا تو چیئرمیٹر کی طرف سے یہ رولنگ آئی تھی کہ اسمبلی کے گیٹ پر جو بھی احتجاج کرے گا اُس کو گرفتار نہیں کیا جائے گا۔ جناب والا! آج کی گرفتاری آزیبل چیئرمیٹر کی اُس رولنگ کی سراسر خلاف ورزی ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں رولنگ میں یہ نہیں کہا گیا، یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے، ہم نے نہیں کہا گیٹ سے باہر اگر وہ اپنا احتجاج جائز حقوق کے لیے کر رہے ہیں کوئی اُس کو گرفتار نہیں کرے گا۔ گورنمنٹ اُس کی جواب دے گی۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب والا! اسمبلی کے علاوہ دوسرا کون سادر روازہ عوام کے پاس رہتا ہے کہ وہ چلے جائیں؟ دوسرا میں جناب والا! ایک چیز اور آپ کے نوٹس میں لانا چاہوں گا اب دیکھیں اس اسمبلی میں ہماری قراردادیں، تھاریک یا جو بحث وغیرہ جو ہوتے ہیں، اُن کی حالت بھی یہی ہے، جناب 2008ء کی اسمبلی کی ایک قرارداد ہے کہ ڈیرہ مراد اور ڈیرہ اللہ یار کے لوگوں کو مالکانہ حقوق کے حوالے سے۔ یہ قرارداد بھی ہماری اسمبلی نے ہی پاس کی ہے۔ یہ 20 دسمبر 2008ء میں محترمہ نے یہ اعلان کیا تھا۔ اُس کے بعد جب پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ بنی اُس میں یہ قرارداد پاس ہوئی، اس قرارداد کو بھی ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا گیا۔

جناب اسپیکر: اُس ٹائم بھی گورنمنٹ پیپلز پارٹی کی تھی۔

میرا ختر حسین لانگو: اس طرح کی سینکڑوں قراردادیں ہماری اس ہاؤس سے پاس ہوئی ہیں لیکن عملدرآمد کچھ نہیں ہو رہا۔ ہمارے بھائی زمرک اٹھے اسی حوالے سے وہ بھی یہی شکایات کر رہے تھے، حالانکہ اُن کے حلقة میں 18 گریڈ کے ایک آفیسر میں چھوٹی موٹی مداخلت کی اُس پر ہمارے دوست نالاں ہیں، تو کیا جو ہمارے حقوق میں مداخلت ہو رہی ہے یہی حکومت جو مداخلت کر رہی ہے جناب والا کیا وہ جائز ہے؟ 18 گریڈ کے ایک آفیسر کی مداخلت اگر جائز ہے تو جو یہاں میٹھے ہوئے ہیں حکومت کی مداخلت کیسے ہمارے حقوق میں جائز

ہے۔ ہمارے حلقتوں میں وزیر اعلیٰ صاحب ایک واٹر سپلائی اسکیم کے افتتاح کے لیے خود بے نفس وہاں حاضر ہو رہے ہیں کیا یہ مداخلت جائز ہے جناب اعلیٰ؟ ہمارے حلقے کے فنڈ روک کر BAP پارٹی کے اپنے ورکروں کو ہمارے حصہ کے پیسے دیئے جا رہے ہیں کیا یہ مداخلت جائز ہے؟ اب انہوں نے P&D letter کو لکھا ہے یہ ان اسکیموں کا survey کیا جائے کوئی میں آپ کے لوکل گورنمنٹ اور P&D والوں نے جو لکھا ہے اُن کے خلاف وہ خود اس کرپشن کی نشاندہی کرتے ہیں جو ان کے کہنے پر P&D نے کی تھی۔ انہوں نے اپنے ورکروں کو فنڈ زدیے تھے آج P&D خود یہ کہہ رہا ہے کہ یہ تمام اسکیمیں Fudge ہو چکی ہیں۔ میں وہ ثبوت بھی اس ایوان میں دوں گا۔ جناب اسپیکر! اگر یہ مداخلت جائز ہے تو وہاں سے کوئی بھی وزیر اُٹھ کے کہہ دیں کہ جو مداخلت یہ کر رہے ہیں وہ کس قانون اور کس قاعدے اور کس اصول کے تحت اُن مداخلتوں کو جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔

جناب اسپیکر: یہ point of order نہیں بتایہ تو پوری speech بن رہی ہے جی شکریہ۔ آپ کا point آگیا ہے جی آپ بھی جواب دے رہے ہیں۔ لیکن پوری detail کے ساتھ آجائیں، پہلے کی طرح نہ ہو جائے۔ اگر آگے پیچھے ہو گئی۔ چیز کو غلط انفارمیشن نہیں دینا۔ جی اصغر صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! پہلے سیشن میں آپ شاید نہیں تھے مصروف تھے تو چیز ڈپٹی اسپیکر کر رہے تھے ٹیچر سراپا احتجاج تھے۔ بارش ہو رہی تھی تو ڈپٹی اسپیکر نے کہا گورنمنٹ کے دونماں ندے اُٹھ کے چلے جائیں ان سے مذاکرات کریں۔ کوئی بھی شخص کوئی بھی حکومتی نمائندہ تیار نہیں تھا اُن سے مذاکرات کرنے کیلئے، تقریباً آپ کی چیز سے دس دفعہ ڈپٹی اسپیکر نے کہا کوئی بھی بندہ کوئی بھی ذمہ دار اپوزیشن ایک ساتھ چلا جائے لیکن کوئی بندہ اُٹھنے کو تیار نہیں تھا بالآخر ڈپٹی اسپیکر مجبور ہوئے انہوں نے باقاعدہ نام لیا میں خلی صاحب کا کہ بھائی آپ اور زادری کی صاحب چلے جائیں اُن سے بات کریں۔ تو نہیں صاحب نے یہی بات کی جناب اسپیکر! کہ میں کیا بات کروں میں جو بھی commitment کرتا ہوں اس اساتذہ سے کل وہ بات مکمل نہیں ہوتی اُس پر عمل نہیں ہوتا تو میری توہین ہے میری بے عزتی ہے جس پر ڈپٹی اسپیکر نے کہا میں نے ابھی نام لے لیا آپ چلے جائیں بات کریں۔ جب یہ دوار کان گئے اُن سے بات کی اور واپس آئے تو اسی ہاؤس میں باقاعدہ ریکارڈ موجود ہے کہ جی میں نے ان سے کہا کہ منسٹر ایجوکیشن نہیں ہیں اگلے سیشن میں منسٹر آئیں گے تو آپ سے مذاکرات کریں گے جناب اسپیکر صاحب! آج اگلا سیشن آگیا، منسٹر ایجوکیشن نہیں ہیں اور ہمارے ایم پی اے میں صاحب بھی یہاں موجود ہیں جو گواہی دیں گے کہ بھائی میں لیا ہوں۔ بجائے یہ کہ اس اساتذہ کا مسئلہ

حل کیا جاتا، بجائے یہ کہ ان کو اعتماد میں لیا جاتا، بجائے یہ کہ ان سے مذاکرات کیے جاتے آپ دیکھیں عالم ہے کہ ان کو مار پیٹھ کے پولیس نے ویگنوں میں ڈال کے تھانے لے گئے، کیا یہ اساتذہ کی ہم عزت قدر کر رہے ہیں؟ کیا حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ اساتذہ کی ایسی خدمت کی جاتی ہے؟ جو ہمیں تعلیم دیتے ہیں ہمارے بچوں کو تعلیم دیتے ہیں۔ ہم اگر اس اسمبلی کے فلور میں بیٹھے ہیں تمام ممبران، ہمارے بھی اساتذہ تھے ہمیں پڑھایا لکھایا، ہمیں یہاں تک پہنچایا ان کا بڑا ایک اہم کردار ہوتا ہے معاشرے میں۔ والدین کے بعد اگر احترام کیا جاتا ہے تو وہ اساتذہ کا کیا جاتا ہے، کیا حکومت اس طرح احترام کرتی ہے اساتذہ کرام کی؟ جناب اسپیکر! ان سے کوئی بھی شخص اٹھ کے کوئی بھی بندہ ذمہ داری نہیں لیتا۔ یعنی سردار عبدالرحمن کھیڑان ابھی ہمارے اپوزیشن ممبر صاحب سے گفتگو کر رہے تھے، وہ درمیان میں interrupt کر رہے تھے، کل یہ کھیڑان صاحب یہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ باہر جانے کو مذاکرات کرنے کو تیار نہیں تھے جناب اسپیکر صاحب! ہر دن یہاں احتجاج ہوتے ہیں تو مہربانی کر کے حکومت بڑا سنجیدہ ہوا اور جو لوگ یہاں آتے ہیں یا احتجاج کرتے ہیں جو ان کا جائز مطالبہ ہے کم از کم وہ حل کیا جائے۔ اور یہ جو اساتذہ ہیں ان کا احترام کیا جائے ان کی قدر کی جائے ان کو تھانوں سے نکال کر کے ان کو اپنے گھر بھیج دیں بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: شکریہ ترین صاحب۔

حاجی احمد نواز بلاوج جناب اسپیکر صاحب! ملک نصیر نے کہا میں ان کی باتوں کی تائید کرتا ہوں کہ یہاں جتنے بھی مسائل ہیں اسی گیٹ پر آنا ہے اور اسمبلی کے فورم پر ہم اٹھائیں گے۔ اور لوگ احتجاج کرنے ہمارے اسمبلی کے گیٹ پر آتے ہیں ان کیسا تھج جورو یہ اختیار کیا جاتا ہے وہ قابلِ ذممت ہے۔ اس صوبے کی ایک روایت ہے کہ وہ اپنے آنے والے مہمانوں کو ایک اچھی روایت کیسا تھ پیش آتے ہیں مگر یہاں روایت پتہ نہیں کہاں ہے، ہماری اس انتظامیہ روایتوں کو اپنے بلوں تلے روندھ ڈالتے ہیں۔ میں اس کی شدید الفاظ میں بی این پی کی طرف سے اپنے اتحادیوں کی طرف سے ذممت کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! آج ہونا یہ چاہیے تھا کہ آج جام صاحب خضدار گئے ہیں اور وہاں کے نمائندے کو اطلاع ہی نہیں ہے وہ نمائندہ ہمارے ساتھ اور آپ کے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ اوستہ محمد کے لوگوں کا یہ قصور ہے کہ وہ اس سردی میں اپنے اس حقوق کیلئے اپنے آنے والے کیلئے انہوں نے جو لامگ مارچ کی ہے اُس کو بھی آپ ہماری اس اسمبلی کے سامنے ان کو آنے کیلئے ان بیچاروں کو گرفتار کر کے تھانوں میں بند کیا جاتا ہے۔ ان کے ساتھ خواتین بھی ہیں ان کا احترام کیا جائے اور انکی دادرسی کی جائے، ان کے issues ہیں پانی، روڈ، بجلی، روزگار اور سب سے بڑا مسئلہ کہ وہاں جو ساتھ ہی صوبہ ہے وہاں

سے لوگ آ کر بسا یا جا رہا ہے۔ ان کی ڈو میسا کوں پر بھی قدغناں لگائی جائے۔ اس کے بعد جناب اسپیکر! سریا ب میں جتنے بھی ٹیوب ویلز لگے ہیں ان کو۔۔۔

جناب اسپیکر: یہ point of order ہی بنتی ہی نہیں ہے۔

حاجی احمد نواز بلوچ: جیسے ہمارے معزز اکان یہاں بیٹھے ہیں، ہمیں بھی اطلاع نہیں ہو گی اور آ کر فیتھ کاٹ کر کے جائیں گے یہ کہاں کا انصاف ہے یہ کہاں کا دستور ہے کہ وہاں کے منتخب نمائندوں کو side کر کے غیر منتخب نمائندوں کو وہاں اپنے دستے میں ملا کے ہمارے فنڈوں کو ان کے جیبوں میں ڈال کے وہ افتتاح کرتے ہیں شکریہ جناب۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

میر حمل کلمتی: دوستوں نے فرمایا، صوبے میں ہر طرف ہڑتاں کبھی ماہی گیر احتجاج، کبھی اساتذہ احتجاج، اسٹبلی اسپیکر ٹریٹ ملازمین احتجاج، لیکن کل آپ نے جو visit کیا ہسپتال میں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس میں تو آپ نے خود ثابت کر دیا کہ گورنمنٹ کی ناکامی کا کل میں نے سن آپ ڈیڑھ گھنٹے ٹرینک میں چلنے رہے، آج ٹرینک پولیس آفیسر کو آپ نے بلا یا اور ہسپتال بھی آپ visit کر رہے ہیں تو آپ سے request ہے آپ ہمارے ڈسٹرکٹوں میں بھی visit کر کے وہاں دیکھ لیں دوایاں نہیں ہیں کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ حکومتی کام اب آپ کر رہے ہیں بھیت اسپیکر تو ہم چاہتے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں ہماری بھی ذمہ داری ہے اس میں حکومت والوں کی نہیں ہے۔

میر حمل کلمتی: لوگ احتجاج پر ہیں آپ اس پر ایکشن لیں کیونکہ آپ اس ہاؤس کے ہم سب کے بڑے ہیں اسپیکر ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے ڈسٹرکٹوں میں آئیں ہم آپ کو دعوت دیں گے welcome کریں گے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: شکریہ بات دراصل یہ ہے کہ ہم سب کی ذمہ داری ہے جہاں پر کسی بیشی ہے، ہم ان کو دیکھ لیں اور جو بھی کر سکتے ہیں گورنمنٹ کا کام اپنا ہے ہماری جو ذمہ داری بنتی ہے۔ ہم اس کے حوالے سے بھی دیکھیں کیونکہ ہمارا ہی صوبہ ہے اور اپوزیشن سے ایک request ہے کیونکہ ایک issue کو اٹھا لیا جاتا ہے تو ہونا یہ چاہیے کہ ایک بندہ اٹھے اور اس پر گورنمنٹ کی ہم رائے لیں۔ اگر وہ بھی آپ لوگوں کو نہیں ہے کہ ہر پارٹی سے ایک ایک بندہ آئندہ اس طرح کرے تاکہ چیز بھی آپ کی ساتھ تعاون کرے اور آپ بھی چیز کے ساتھ تعاون کریں۔ ایک ہی پرانٹ کو ہر بندہ بولے گا آپ کی ہاؤس کا جو نام ہے آگے ایک بندہ بھی بہت زیادہ ہے اُس کو بھی

چلانا ہے تو اس وجہ سے چیزیں بھی وہ ہوتی ہیں۔ باقی جس طرح آپ نے کہا اس طرح نہیں ہے کہ ہمپتال میں چیزیں بالکل خراب تھے۔ جہاں پر کمیاں تھیں وہ میں نے گورنمنٹ سے request کی کہ کمیوں کو پورا کریں اور یہاں ٹرینیگ کا مسئلہ ہمارے کوئی کی جو حالت ہے اس پر واقعی ہمیں افسوس ہے کہ ٹرینیگ روائی میں بہت مشکلات زیادہ ہیں۔ ابھی جو SSP Traffic ہے اُس سے بھی حال واحوال ہوا تو بہت مشکلات ہیں۔ فناں نسٹر صاحب سے بھی request ہے کہ ان کی جو پوسٹوں کیلئے انہوں نے لکھا ہے کیونکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس پوسٹ میں available ہیں یہ کہم ان کو through کریں۔ فناں نسٹر صاحب آپ سے بھی kindly request کے اس کو personal آپ لے لیں اگر ان کی منظور ہو جاتی ہے کیونکہ یہ پورے صوبے کا مسئلہ ہے اور گورنمنٹ میں بہت چیزیں بہتر ہوئی ہیں اس طرح نہیں ہے کہ نہیں ہوئی ہیں۔ جی سردار بابر صاحب۔

سردار بابر خان موئی خیل: جیسے میرے دوستوں نے بات کی یہ پھر ز کے حوالے سے تو اس دن میں چیز کر رہا تھا۔ ان کا احتجاج شروع تھا تو پھر اپوزیشن نے بات point out کی۔ پھر میں نے وہاں بندے بھجوائے۔ جہاں تک ان اساتذہ کی بات ہے اسپیکر صاحب! پچھلے سال سے وہ کئی دفعہ میرے چیزبر میں آئے ان کا یہ مسئلہ کافی عرصے سے چلتا آ رہا ہے۔ اب ایسے حالات میں اگر انہوں نے اتنا وقت بلوچستان میں بچوں کو پڑھایا بھی ہے۔ اگر ایسے حالات میں ان کو نکال دیا جائے تو یقیناً ان کا توقیت بھی گزر گیا تو یہ لوگ کہاں جائیں گے؟ پھر ان کیسا تھے میں گورنر کے پاس بھی گیا گورنر صاحب نے بھی میری ملاقات ہوئی ان کو بھی میں نے یہ کہا کہ ان کا جو یہ مسئلہ ہے مہربانی کر کے آپ ان کا مسئلہ حل کر دیں آٹھ دس دفعہ تو یہ میرے پاس آئے ہیں۔ تو ظاہر بات ہے اور لوگوں کے پاس بھی یہ کافی دفعہ گئے ہوں گے۔ پرسوں ہم لوگوں نے ان سے ٹائم لیا جمعہ کے دن کا آج اجلاس بھی تھا پھر میں نے ایجنسیشن نسٹر کوفون کیا ایجنسیشن نسٹر چونکہ visit official پر تھے اسلام آباد میں۔ وہ کرونا کی وجہ سے تو آپ کو پتہ ہے کہ پورے ملک میں بھی وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ سکول کھولنے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ کھلے ہیں تو اس حوالے سے وہ اسلام آباد میں تھے یہی میٹنگ کر رہے تھے کہ اسکوں کھولنے ہیں کہ بند کرنے ہیں تو جیسے ہی مشر آتے ہیں اس پر آپ ایک رونگ دیدیں کہ نسٹر اور سیکرٹری بیٹھ کر ان کا ایک فوری طور پر حل نکال دیں۔ کیونکہ ان لوگوں کو ڈیڑھ دو سال سے تو میں دیکھ رہا ہوں کہ انتظار میں بٹھایا گیا اور یہ لوگ احتجاج پر ہیں۔ ابھی آپ ایک رونگ دیدیں کہ ان لوگوں کو فوری طور پر رہا کیا جائے اور یہاں سے اس دن بندے گئے ان کو بتا دیا جائے کہ جیسے ہی مشر آتے ہیں نسٹر اور سیکرٹری آپ لوگوں کے مسئلے پر فوری بیٹھ کر کے کوئی

نہ کوئی ایسا راستہ نکال دیں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ ابھی منستر صاحب! میرے خیال میں کھیڑان جواب دیں گے۔ کیونکہ اس کو بھی دیکھیں گے کہ کیا وجہ ہے چیز نے جب رو لنگ دی اس کے باوجود رو لنگ کمیٹی بھی بنادی تو وجہ کیا ہے کہ انہوں نے گرفتار کیا ابھی دیکھتے ہیں۔ تب تک چیزیں کو آگے بڑھاتے ہیں۔

وقفہ سوالات میرزادبعلی ریکی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 217 دریافت فرمائیں۔ جی منستر چھٹی پر ہیں۔ منستر آجائیں مجھے تھوڑا کام کرنے دیں منصوبہ بندی کا کوئی ہے۔

میرزادبعلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! یہاں کوئی دلچسپی نہیں ہے میرے تین سوال ہیں۔

جناب اسپیکر: میں کیا کروں میں نے احتجا جاؤ اک آؤٹ بھی کیا میرزادبعلی ریکی کے جتنے سوالات تحریکہ تعلیم کے ہیں یہ بھی ان کو کہیں کہ جس کا issue ہو جاتا ہے اُس کے بعد اس کی چھٹی نہیں ہو سکتی ہے۔ منستر آجائے منستر تو نہیں ہے زابد علی صاحب! سوال نمبر 251 وہ سلیم کھوسہ کوڈ پارٹمنٹ دیا ہے۔

میرزادبعلی ریکی: سر! منستر سلیم صاحب بیٹھے ہیں وہ بورڈ آف ریونیو کے ہیں ان کو آتا ہی نہیں ہے ان کو کیا آتا ہے۔ یہ P&D سی ایم کے پاس ہے۔ سی ایم کو آنا چاہیے تھا میرے جواب دینے کیلئے۔ سلیم سے کیا گلہ کرنا ہے۔

جناب اسپیکر: سوال نمبر 217-218-219-298-345 کو defer کریں؟

میرزادبعلی ریکی: جناب اسپیکر! اکثریت میرے سوال ہیں۔ ایجوکیشن ہے۔ دو تین P&D کے ہیں۔

جناب اسپیکر: منستر نہیں ہے تو اس کو اگلے اُس میں۔

میرزادبعلی ریکی: جناب اسپیکر! کب آئیں گے منستر 2019ء سے defer ہو رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ defer ہو گئے ہیں۔ تعلیم کا منستر ابھی آیا ہے نیا۔

میرزادبعلی ریکی: ایک سال گزر گیا یہ کہاں کا انصاف ہے۔

جناب اسپیکر: وہ تو آپ کا جائز ہے، میں نے رو لنگ دیدی کہ آئندہ کوئی بھی جب سوال ان کے آجائیں وہ چھٹی پر نہیں جا سکتا گورنمنٹ میں کی ہے تھوڑی، گورنمنٹ کو چاہیے ابھی بھی گورنمنٹ بیچر میں آپ دیکھیں بہت کمی ہے۔

میرزادبعلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! بہت سی ہیں ایک نہیں ہے یہ منستر دلچسپی نہیں لیتے ہیں بالکل اسمبلی کو نظر انداز کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: وہ تو نظر آ رہا ہے گورنمنٹ کی جو کرسیاں دیکھیں اپوزیشن با قاعدہ تیاری کر کے آتی ہے۔ سردار صاحب آئندہ، پانی ہاؤس میں، نہیں، پلیز، اگر سینٹر لوگ اس کو follow نہیں کریں گے ہاؤس میں پانی پینا allow نہیں ہے۔ آپ جیسا سینٹر بندہ اگر نہیں کریں گے تو باقی۔ جی باہر سے آ کے اندر پانی پی رہے ہو مطلب ہے کہ ہاؤس کے۔

میرزا عبدالعلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! یہ سردار کو بٹھا دیں میری بات ختم نہیں ہوئی ہے۔

جناب اسپیکر: آپ بات کو چھوڑ دیں، کیوں کروں گے بعد بات نہیں کر سکتے اس کو ختم کر دیا ہے میں نے کہہ دیا آئندہ کوئی منستر غیر حاضر نہیں ہو گا وہ کہہ دیں گے گورنمنٹ ہے اور دوسری بات منصوبہ بندی کے سوالوں سے پہلے سردار صاحب سے پوچھتے ہیں جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیتران (وزیر خوارک و بہبود آبادی): سر! اسکیں تین چار پاؤ نش انہوں نے اٹھائے ہیں، ٹیچر ز کی گرفتاری کی، میں بعد میں آؤں گا پہلے ٹیچر ز کا میں background بتاؤں سر۔ یہ بلوجستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن مرکز کا محکمہ تھا یہ اس وقت میر ہزارخان بخارانی مرکز میں اس کو deal کر رہا تھا یہ تمام جو کنٹریکٹ پر لگائے گئے ہیں ادھر سے ایک list آ جاتی تھی پھر یہاں through گورنر یہ سارا سلسہ ہو رہا تھا اس کی purchases اس کا سارا سلسہ انہوں نے کہا کہ جی بھرتیاں میری عرض ہے کہ ایجوکیشن کی بھرتیاں میرے فاضل دوست اب تو ان کے ۔۔۔

جناب اسپیکر: نہیں، ابھی ہم اس چیز پر نہیں جا رہے ہیں وہ کیوں توجہ دلا؟ نوٹس میں آرہا ہے یہ گرفتاریاں جو ہوئی ہیں کیوں ہوئی ہیں؟

وزیر خوارک و بہبود آبادی: سر! جہاں گرفتاریوں کا سوال ہے مجھے اگر پانچ منٹ دیں میں اس کی معلومات لے لیتا ہوں نہیں نہیں میں اس کا background آپ کو بتا رہا ہوں کہ احتجاج کی جو ہے نا وہ ایک خوبصورت ساطریقہ بنالیا ہے کہ جو بھی ہوتا ہے اسی کے آگے وہ آپ کے premises میں جیسے آپ کی powers کو چیلنج کر رہے تھے جو آپ کی presmises ہو گا وہ اسپیکر کا purview بتتا ہے۔

جناب اسپیکر: وہ اس کے بغیر نہیں ہوتا ہے۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: بات کرنے دیں ابھی disturb نہ کریں please ۔

جناب اسپیکر: جی complete کرنے دیں۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: تباہرا احتجاج کے مختلف طریقے ہیں اب پچھلے دنوں ایک دفعہ احتجاج ہوا۔

جناب اسپیکر: جی سردار صاحب اس طرح نہیں ہے کہاںی یہ ہے کہ چیئرمیٹ کا بھی استحقاق مجرور ہوا ہے۔
چیئرمیٹ نے پچھلے اجلاس میں کمیٹی بنائی کمیٹی والوں نے جا کے وہاں ان کے ساتھ مذاکرات کیئے۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: نہیں نہیں وہی میں وضاحت کرنا چار ہاؤں آپ سے۔
جناب اسپیکر: ایک چیز سنیں نا۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: دیکھیں اُس دن ان کو کہا گیا ملک صاحب میری بات complete ہونے time میں گے۔ ذرا قانون سے چلواس وقت میں اٹھابات کی آپ لوگ مجھے بات نہیں کرنے دیتے۔

جناب نصراللہ خان زیری: سینٹر جہانزیب جمالدینی صاحب ہاؤس میں آئے ہیں انکو خوش آمدید کہتے ہیں۔
وزیر خوارک و بہبود آبادی: ہم بھی خوش آمدید کہتے ہیں ہماری طرف سے اور گورنمنٹ کی طرف سے۔

جناب اسپیکر: سینٹر جہانزیب جمالدینی صاحب کو پورے ہاؤس کی طرف ہم welcom کرتے ہیں
وزیر خوارک و بہبود آبادی: سر! میں وضاحت کر دوں آپ کی کمیٹی کا اُس دن جو پچھلا اجلاس تھا اُس میں یہ ہوا کہ فائل چیئرمیٹ کر رہے تھے با بر صاحب کہ دونوں منسٹر نہیں ہیں ہوم منسٹر بھی نہیں تھا اور ایجوکیشن منسٹر بھی نہیں انہوں نے کہا کہ اس کو تو انہوں نے insist کیا کہ ٹریئی ٹیپزروالے چلے جائیں۔ میں نے کہا کہ انہیں ایک نمائندہ آپ کا ہوگا ایک ہمارا جا کے اُس کوہیں گے کہ let the minister comes اور وہ اس کو یہ کریا گا لیکن اس میں کوئی commitment ہماری نہیں میں نے وضاحت کی۔

جناب اسپیکر: نہیں commitment یہ ہے کہ دیکھیں ہوتا یہ ہے کہ جب کمیٹی بنتی ہے کمیٹی آکے ۔۔۔
وزیر خوارک و بہبود آبادی: کوئی کمیٹی نہیں بنی no، صبر کریں سر میں وضاحت کر دیتا ہوں میں فور آف دی ہاؤس پر مبنیں صاحب کو بولا تھا اس نے کہا میں نہیں جاتا ہوں چونکہ میں ابھی یہماری سے اٹھا ہوں میں نے کہا مغدرت پھر آخر میں اسپیکر صاحب نے کہا کہ مبنیں اور اُس طرف سے زادری کی صاحب آپ دونوں چلے جائیں اُن کو صرف یہ بتا دیں۔ مبنیں صاحب بیٹھے ہوئے ہیں سن رہے ہیں سی ایک چیئرمیٹ میں۔ انہوں نے کہا کہ بھی میرا تو پارلیمانی لیڈر ہے میں کوئی commitment تو نہیں کر سکتا فائل یہ ہوا آپ ریکارڈ نکالیں۔

جناب اسپیکر: نہیں گئے ہیں نہیں گئے ہیں؟
وزیر خوارک و بہبود آبادی: گئے ہیں ان کو اس بات پر کہ یہ آج کا جو اجلاس ہے اتنے تک منسٹر آجائیگا وہ آپ کو بریف کریا گا کہ آپ سر دی میں بیٹھے ہیں۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب! بات دراصل یہ ہے کہ جب کمیٹی بنی وہاں ان کے ساتھ مذاکرات کیے جو کہ۔۔۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: کوئی مذاکرات نہیں ہوئے۔

جناب اسپیکر: بات سنیں ناں وہاں جو بات کی اُن کو چاہیے کہ آکے یہاں اسے میں میں بتا دیں اور نام تک اُن کا کوئی آدمی لگا میں کیونکہ یہاں جو جائز اور ناجائز کیا آپ یہ چیز معلوم کریں کہ انہوں نے کوئی غلط قدم اٹھایا اسے میں توڑنے کی کوشش کی، احتجاج تو ہوتے رہتے ہیں آپ اس چیز کو معلوم کریں۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: آپ مجھے پندرہ منٹ دیدیں میں کمیٹی نے کوئی commitment نہیں کی ہے ایک اپوزیشن کا تھا ایک ٹریزری ٹپنچر کا۔

جناب اسپیکر: وہ تو کرنیں سکتا کمیٹی تو جا کے ان کی demand دیکھے گی وہ یہاں آکے دیکھیں گے کہ آیا یہ feasible ہے یا نہیں ہے کیا ان کی جائز demand ہے یا نہیں ہے وہ علیحدہ کیس ہے۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: مجھے پندرہ منٹ دیدیں میں پولیس والوں سے بات کر کے آپ کو بتا دوں گا۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔۔۔

ملک نصیر احمد شاہ وہانی: انہیں اج کے لئے کہا تھا کہ جمعہ کو منستر آجائیگا اج بھی منستر صاحب نہیں آہے ان کو گرفتار کر کے لے گئے اجناب اسپیکر۔۔۔

جناب اسپیکر: CM Level کا ہے۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: آپ کی کوئی وہ نہیں ہے کہ ان کو گرفتار نہیں کریں گے یہ وزر آوری کریگا وہ اسے میں کا ممبر نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: پہلے ان کو چھوڑیں وہ روپورٹ دیدیں پھر۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: ہماری روپورٹ پندرہ منٹ میں صبر کریں جناب اسپیکر! پندرہ منٹ میں نے مالکے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ اس کا معلوم کر کے دے دیں۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: میں ایک دو چیزوں کی وضاحت کر دیتا ہوں تحریک استحقاق میں نے دی ہے تحریک استحقاق میں نے ڈاکٹر شربت کے خلاف دی ہے۔ ڈاکٹر شربت کی services، بولان یونیورسٹی کی جو کہ گورنر کے purview میں آتا ہے۔ اسی بات پر جو میرا استحقاق مجرور کیا ہے اُس نے وہ فورم استعمال کیا ہے۔ وہ کمیٹی کے سپرد ہو گیا کمیٹی میں وہ بھی آیا گیا میں بھی جاؤں گا میں بھی اپنا ثبوت دونگا کہ میرا استحقاق مجرور

ہوا ہے یہ نہیں کہی جو بھی ہے فیصلہ کر گی اب یہ کہتے ہیں کہ آج گرفتاریاں میں تھوڑا سا دو منٹ لوٹا پھر آپ رپورٹ دیدیں، میرے پاس فلور ہے یا۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ اُس سے بھی لے لیتے ہیں، ایک منٹ سردار صاحب کو complete کرنے دیں پھر۔

وزیر خوارک و بہود آبادی: آپ مجھے direction نہیں دے سکتے اسپیکر کس کو فلور دینا ہے کس کو نہیں۔
جناب اسپیکر: جی، جی شکریہ۔

وزیر خوارک و بہود آبادی: جناب اسپیکر! آپ نے فلور مجھے دیا ہوا ہے یہ کہتے ہیں کہ ایسا بھی نہیں ہوا ہے سر میں victim کھڑا ہوں 2013ء سے 2018ء تک میں اس چیز پر تھا یہ میرے گھر میں گھسے ہیں میں منتخب نمائندہ تھا پانچ سال، صبر کریں میں ایک منٹ سنونا۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب کو پانچ سال نکالنے دیں، جی اس کو بولنے دیں پھر آپ۔

وزیر خوارک و بہود آبادی: ملک صاحب! آپ بھی ہمارے اپوزیشن میں تھے صبر کریں نا۔
جناب اسپیکر: بولنے دیں۔ بولنے دیں جی سردار صاحب کو بولنے دیں، جی سردار صاحب، تھوڑا وہ کر لیں، تھوڑا یہ پانچ سال بند ہوا ہے، تھوڑا تو بتانے دو۔۔۔ (ماٹک بند، مداخلت شور)

وزیر خوارک و بہود آبادی: اچھا میرا قصور کیا تھا کہ ڈاکٹر مالک جنہوں نے، مت کرونا، نیچ میں کیوں۔
میں victim ہوں تم بھی victim تھے، صبر کرونا اس وقت کھڑا رہوں گا جب تک آپ مجھے بولنے نہیں دو گے۔

جناب اسپیکر: آپ اُس کو بولنے دیں۔

وزیر خوارک و بہود آبادی: مجھے بولنے دیں ایسا آپ بھی نہیں بول سکتے۔ آپ کو جیل کی اتنی تکلیف ہو رہی ہے میں منتخب نمائندہ تھا۔

جناب اسپیکر: سیاستدانوں کا کام ہے جیل جانا مسئلہ نہیں ہے، سیاستدانوں کو دوسرا گھر ہے شاید، جی۔

وزیر خوارک و بہود آبادی: جناب اسپیکر صاحب! میں اسمبلی کے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں صبر کرو نہیں آیا ہوا، سنو پھٹا ہوا ہے یا نہیں ہوا ہے میں اصل چھرہ لوگوں کو دکھانا چاہتا ہوں۔۔۔ (مداخلت شور)

جناب اسپیکر: زیرے! اس کو complete کرنے دیں، complete کریں جی۔

وزیر خوارک و بہود آبادی: جناب اسپیکر! میں اس seat پر تھا سران کو بٹھائیں ناں صحیح آپ نے مجھے فلور

دیا ہے۔

جناب اسپیکر: وہ ہو گیا، ہو گیا، ہو گیا۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: مجھے پانچ سال تک جیل میں رکھا۔ یہ نصر اللہ پر قتل کا کیس تھا direct یہ سیشن سے بھاگا ہوا تھا۔ یہ آسٹریلیا کا وہ کونسا ساحل ہے وہاں یہ foreign tour لگا رہا تھا۔ میں بکتر بندگاڑی میں تھا کیونکہ یہ ریشری پیپر میں تھا میں اپوزیشن میں فرق یہ ہے۔ آج کی حکومت۔۔۔ (مائنک بند۔ مداخلت)

جناب اسپیکر: آپ کہہ رہے ہیں کہ ناجائز ہوا ہے۔ نہیں وہ صحیح کہہ رہا ہے کہ بھی وہ بھی ناجائز ہوا ہے جی سردار صاحب۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: یہ زمرک خان اس چیز کا گواہ ہے بات کرنے دوناں۔

جناب اسپیکر: آرڈر۔ آرڈر۔ زیرے please۔ آپ چھوڑیں ناں مجھے۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: جناب اسپیکر صاحب! آج ایک سیاسی قیدی بھی دکھادیں میری حکومت میں میری قائد کی حکومت ہے ایک سیاسی قیدی دکھادیں کہ ہم نے سیاسی طور کی ایک، بابا صبر کروناں ایک منٹ۔

جناب اسپیکر: آرڈر۔ آرڈر۔ please حاصلی صاحب ایسے آپ لوگ نہیں اٹھا کریں۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: جناب اسپیکر صاحب! آپ مجھے فلور دے رہے ہیں وہ نقش میں آ کے۔

جناب اسپیکر: اپوزیشن سے request، please ہے، بیٹھ کے بات نہیں کریں اور بغیر فلور دیئے ہوئے آپ لوگ بات کریں گے پھر مجھے سخت وہ لینے پڑیں گے اور اس کو بولنے دیں آپ مجھے چھوڑ دیں پھر آپ next پر۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: سرا یہ فرق ہے ایک عوامی حکومت کے۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے ساتھ جو ہوا وہ غلط ہوا ہے؟

وزیر خوراک و بہبود آبادی: بالکل میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے میرے گھر کی چادر چار دیواری کی۔

جناب اسپیکر: تو آج جو گرفتاری ہو رہی ہیں وہ بھی۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: لیڈی پولیس نہیں تھی، ڈی ایس پی اور دو دو ایس پی میرے گھر میں گھسے۔ آج کوئی ثابت کرے ڈھائی سال میں ہماری حکومت کا ایک سپاہی کسی سیاسی طور پر کسی کے گھر کے دروازے پر جا کے کھڑا ہوا ہو۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب! بالکل ہم اس چیز کو مانتے ہیں آپ سنیں ناں۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: جی۔

جناب اسپیکر: آپ سنیں ناہم تو یہ مانتے ہیں کہ جو چیز ہوتا ہمارے ساتھ غلط ہوا جو آج گرفتاریاں ہوئی ہیں غلط ہوا ہے۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: یہ میں بتانے لگا ہوں سریا آگیا ہے میرے پاس۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: تو آپ کہتے ہیں گرفتاریاں صحیح چیز نہیں ہیں۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: میری عرض سن لیں سرا یہ سو کے قریب مظاہرین اسمبلی کے گیٹ کے سامنے تھے ان کو گرفتار کیا گیا۔ ہم تعلیم کر رہے ہیں وہ کیا کر رہے تھے انہوں نے روڈ بلاک کیا پویس نے ان کے ساتھ مذکرات کئے کہ آپ روڈ کھول دیں کس کی کو تکلیف ہو رہی ہے سر روڈ بلاک ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر: دیکھیں! چیزیں مسئلے حل نہیں ہوتے ہیں یہ ہر وقت بند ہیں جب سے گورنمنٹ ہماری چل رہی ہے یہ تو روڈ ہم نے open دیکھا ہی نہیں ہے۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: یہی فرق ہے ایک عوامی حکومت اور ایک ڈکٹیٹر کا کہ ہم نے تو سب کو open چھوڑا ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: پھر آپ نے گرفتار کیا ہے ابھی؟

وزیر خوارک و بہبود آبادی: گرفتار کیا ہے وہ بدمعاشی دکھار رہے تھے زبردستی روڈ پر آئے روڈ بلاک کیا ہوا تھا۔ عوام الناس کو تکلیف ہو رہی تھی اس لیے مجبوراً وہ ہٹ نہیں رہے تھے ہم نے ادھر سے ہٹا دیا۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

میرا ختر حسین لانگو: point of order جناب اسپیکر۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: میرا چل رہا ہے یا رچا چا صبر تو کرو point of order آپ کا۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: جی سردار صاحب! میں سے لے لیتے ہیں کہ اس دن اس نے۔۔۔۔۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: ہاں میں آپ کو روٹ دیدیگا۔ سر بات یہ ہے آپ نے مجھے فلور دیا اور مجھے دو منٹ بولنے دیں یہ نیچ میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔

میرا ختر حسین لانگو: جب ہم آئے اسمبلی تو یہ روٹ صحیح کسی نے بند کیا تھا نہ ایم پی اے ہاٹل سے کسی کو نکلنے دیا جا رہا تھا، نہ ایم پی اے ہاٹل میں کسی کو گھسنے دیا جا رہا تھا۔ سردار صاحب نے ان کو گرفتار کیا جناب والا؟ کیا پویس روٹ پر نکل گئی کہ پویس نے اس روٹ کو کھولنے کے لئے ایکشن لیا تھا؟

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے، جی۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: میں آخری بات کہہ دوں، صبر کریں بھرتیوں کا انہوں نے وہ کیا تھا point of order پر سراج بکھش کے یہ بیٹھے ہیں ہمارے۔

جناب اسپیکر: وہ آجائیں گے پھر توجہ دلاؤ نوٹس میں آجائیگا، جی میں صاحب! آپ کمیٹی میں گئے تھے گورنمنٹ کی طرف سے؟

جناب محمد مبین خان خلیجی: آعوذ باللہ من الشیطون الرّحیم، بسم اللہ الرّحمن الرّحیم۔ جناب اسپیکر! بڑی مہربانی اُس دن یہ ہوا تھا کہ سردار بابر صاحب ہمارے ڈپٹی اسپیکر صاحب انہوں نے رولنگ دی کہ بارش ہو رہی ہے اور آپ لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور ٹیچروہاں احتجاج پر ہیں بارش ہو رہی ہے اچھی بات نہیں ہے تو آپ دوادرہ سے آپ لوگ کچھ ممبران جائیں اپوزیشن اور گورنمنٹ کی طرف سے تو یہاں سے کوئی جانے کو تیار نہیں تھا اس ٹائم اور اس کے بعد باقاعدہ جناب اسپیکر صاحب سردار بابر صاحب نے مجھے رولنگ دی میر انام لیا گیا اور وہاں سے زابر کی صاحب تو میں نے کھڑے ہو کر ایک بات کی کہ میں صرف آپکا پیغام لیکے وہاں جاؤں گا میں کوئی بات ایسا نہیں کر سکتا نہ مجھے پتہ ہے منظر صاحب بھی نہیں ہیں۔ ان کی بنیاد پر تو میں جا کے صرف یہ ان سے کہا بارش ہو رہی ہے اور ہماری گورنمنٹ اور اپوزیشن دونوں کی طرف سے یہ ہے کہ اچھی بات نہیں ہے کہ ہم اندر بیٹھے ہیں اور آپ بارش میں احتجاج کر رہے ہیں۔ جمعتک منظر صاحب آجائیں گے تو فی الحال آپ اپنا احتجاج ختم کریں اللہ کو حاضر ناظر جان کے میں آیا ہوں اس سے آگے جو ہمیں اسپیکر صاحب! نے پیغام دیا تھا وہ میں آپ تک لے کر آیا ہوں تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے آپ دونوں محترم آئے ہیں اور ہم احتجاج ختم کرتے ہیں جو آج کا واقعہ ہے اس کے بارے میں مجھے پتہ نہیں ہے مگر ابھی پتہ لگا کہ ان کو گرفتار بھی کیا ان پر لالھی چارج بھی ہوئی۔ ان کے بارے میں مجھے زیادہ علم نہیں ہے مگر ان کے ایک دو بندے مجھے ملے تھے انہوں نے بتایا یہ جناب اسپیکر! بات ہوئی تھی۔

جناب اسپیکر: جی ظہور صاحب میرے خیال میں گورنمنٹ سے لے لیتے ہیں۔

میرزا علی ریکی: جناب اسپیکر! ڈپٹی اسپیکر نے کہا کہ ایک اپوزیشن سے چلے ایک وہاں سے میں اسی فورم کے روکارڈ کے مطابق دیا ہے کہا کہ کوئی منظر جانے کو تیار نہیں تھے۔ آخر میں وہاں آ کے کھڑا ہو گیا بھی اسپیکر ہے آپ کو رولنگ دے رہے ہیں۔ آپ چلے جائیں پھر میں میرے ساتھ کل گیارا ستے میں میں جان نے جو مجھ سے کہا جناب اسپیکر میں وہ بتانا نہیں چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے، بس چھوڑ دیں ابھی منشہ فناں جی ظہور بلیدی صاحب۔۔۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر خزانہ): شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی گھر سے please House کو جی سلیم صاحب۔۔۔

وزیر خزانہ: شکریہ جناب اسپیکر! گو کہ آج ایک افسوسناک واقعہ ہوا ہے اور استاذہ ہمارے معاشرے کے ایک معزز زترین طبقہ ہے اور ہم جو یہاں پہنچے ہوئے ہیں کسی استاد سے پڑھ کر اس مقام پر پہنچے ہیں اور استاد کی جو۔۔۔

جناب اسپیکر: بے حرمتی ہے۔

وزیر خزانہ: مقام ہے وہ روحانی والد کی طرح ہیں تو اس حوالے سے، پہلے تو میں افسوس کا انظہار کرتا ہوں کہ جو آج استاذہ کے ساتھ ہوا ہے وہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ دوسری بات جناب اسپیکر! آپ کو اچھی طرح پتہ ہے کہ یہ استاذہ بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے استاذہ ہیں تو کنٹریکٹ پر بھرتی ہوئے تھے۔ اب اس میں کچھ قانونی مسائل ہیں اب وہ چونکہ بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو گورنر بلوچستان deal لگا کر اس کو واپس کر دیا ہے پہلے صوبائی حکومت نے ایک کوشش کی تھی لیکن گورنر صاحب نے کچھ objection کا تعلق ہے تو اس حوالے سے تو ہمیں اس کا وہ معاملہ ٹھیک کرنا پڑے گا دوسری بات جہاں police action کا تعلق ہے تو اس حوالے سے میرا خیال ہے کہ حکومتی کسی رکن کو یا حکومتی کسی ذمہ دار کو اس طرح کا کوئی اس کے knowledge میں نہیں ہو گا ہم ضرور اس کو پوچھیں گے اور آپ کی ہدایت کے مطابق ہم پولیس سے رابطہ کریں گے اور انکی فوری رہائی کا بنو بست کرائیں گے اور دوسری بات اس دن جب یہاں بات ہوئی ان کی confirmation کی تو ہمارے معزز اراکین جو ہیں یہاں سے گئے تھے چونکہ Minister concerned اور وزیر اعلیٰ صاحب جو کہ با اختیار ہیں دونوں وہ یہاں موجود نہیں تھے جیسے ہی وہ دونوں آئیں گے ہم انکے سامنے یہ مسئلہ رکھ دیں گے اور انھیں گوش گزار کریں گے کہ جتنا جلد از جلد ممکن ہو سکے ان کا دریہ یہ معاملہ حل کر دیں گے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ! فناں منشہ صاحب واقعی یہ بڑا افسوسناک واقعہ ہے please اس کو گورنمنٹ کے فورم پر دیکھیں۔ استاذہ واقعی ہمارے لیے بہت زیادہ محترم ہیں اور ہم آج جس stage پر پہنچے ہیں وہ ان کی بدولت ہے اگر ہم دولفظ جانتے بھی ہیں اور چیزیں بھی ہیں۔ آپ نے صحیح کہا کہ یہ افسوسناک واقعہ ہے آپ انکا دیکھ لیں ان کی رہائی کا گورنمنٹ کی طرف سے آپ نے کہہ دیا انشاء اللہ رہا ہو جائیں گے لیکن آئندہ کیونکہ ہر وقت گورنمنٹ میں رہ کر ہم ان کی مذمت بھی کرتے ہیں کہ گرفتاریاں صحیح نہیں ہوئی ہیں۔

پھر کوئاں ہے یہ direction دیتے ہیں کہ جا کروہاں گرفتاریاں کریں۔ یہ جمہوری چیز ہے جمہوری طریقے سے حل کریں اس سے بجائے کہ چیزیں بہتر ہونا چیزیں خراب ہو جائیں گے جو چیزیں کل چھوٹے level پر آپ demand کر سکتے تھے اس کے بعد آپ کے لیے مشکلات زیادہ ہو گی۔ گورنمنٹ کے لیے مشکلات زیادہ ہو جاتی ہیں کہ آپ ان کے ساتھ کس طرح بات چیت کو آگے بڑھائیں گے۔ thank you ظہور صاحب آپ کے اپنے الفاظوں کا۔ تو جی سلیم صاحب سوال نمبر اس میں کدھر گیا ریکی صاحب۔ ریکی صاحب! آپ آ جائیں منصوبہ بندی پر۔ وہ ایسے نہیں ہوتا ہے۔ جی ریکی صاحب کی بہت خواہش ہے لیکن ابھی تک قبول ہو جائیں گی۔ میں اپنی چیز پر ہوں۔ کیوں ظہور صاحب کو اکسار ہے ہیں میرے خلاف تحریک لا میں پھر ہماری نوکری کے پیچھے گ جائیں۔ جی ریکی صاحب! کوئی supplementary ہے جواب تو دیا گیا ہے ملکہ منصوبہ بندی و ترقیات نے۔

حاجی میرزا عبدالعلی ریکی: thank you جناب اسپیکر صاحب No 251 question -

جناب اسپیکر: نہیں یہاں تو منصوبہ بندی ہے۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر مال): جناب جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 251 میرزا عبدالعلی ریکی رکن اسمبلی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ - 24.12.2019

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ، مالی سال 2019-2020ء کی وفاقی پی ایس ڈی پی میں صوبہ سے متعلق کل کتنے منصوبے شامل کیے گئے ہیں نیز 1 آگسٹ 2018 تا 1 دسمبر 2019 کے دوران وفاقی حکومت کی جانب سے کل کتنے منصوبوں کی منظوری دی جا چکی ہے ان کے نام اور جاری کردہ فنڈ / رقم کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:

مالی سال 2019-2020 کی وفاقی PSDP میں کل 111 نئے پروجیکٹ شامل کرنے گئے ہیں اور اگست 2018 تا دسمبر 2019 (45) پروجیکٹ منظور ہوئے ہیں جن کی تفصیل آخر پر مسلک ہے

جناب اسپیکر: جی؟ supplementary

حاجی میرزا عبدالعلی ریکی: جناب اسپیکر! یہ جو وفاقی PSDP کی اسکیمات اور provincial میں ۔۔۔

جناب اسپیکر: نہیں supplementary کیا ہے اس میں؟

حاجی میرزا عبدالعلی ریکی: اس میں جناب اسپیکر صاحب! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں واشک کو پھر

انہوں نے نظر انداز کیا ہوا ہے۔ یہ دیکھیں مختلف ڈسٹرکٹوں کے نام شامل ہیں۔ to third story for the construction of double story barrack provincial جناب اسپیکر صاحب! 45 اسکیمات ہیں ان میں سے ایک واشک کوئیں ملا ہے چاہے ماٹکیل ہے بسیمہ ہے جدھر بھی ہیں کوئی بھی نظر نہیں آ رہا ہے۔ kindly جناب اسپیکر صاحب! یہ کیا وجہ ہے آخراں ڈسٹرکٹ کو کیوں نظر انداز کر رہے ہیں؟ اس ڈسٹرکٹ نے اس کی عوام نے کیا گناہ کیا ہوا ہے اس کو کون سازی میں آسامی بلا کیں اس کے اوپر گرے ہیں ابھی آپ لوگ اس کا اور نظر انداز کر رہے ہیں خدا را پکھ خوف اللہ کرو آپ کو اللہ کے سامنے جانا ہے۔

جناب اسپیکر: جی منستر۔ جی۔

حاجی میرزا بدعلی ریکی: منستر صاحب! بتادیں ناں اگر آپ کو اختیارات ہیں تو سیدھی طرح بتادیں۔
جناب اسپیکر: جی، جی ریکی صاحب please۔

وزیر یحکماءال: جناب اسپیکر صاحب! ہمارے معزز دوست نے واشک کی بات کی باقی توجہ جواب سے مطمئن ہیں واشک کا کوئی بھی وہاں کوئی اسکیم شامل نہیں ہے اس حوالے سے۔ بہر حال Next PSDP میں ہم بھی کوشش کریں گے کیونکہ واشک بھی ایک اہم ڈسٹرکٹ ہے وہاں کے لوگوں کو بھی سہولیات ملنے چاہیے کسی بھی حوالے سے اگر وہاں کوئی کمتری ہے تو کوشش کی جائے گی کہ Next میں واشک کو انشاء اللہ تعالیٰ نظر انداز نہیں کیا جائیگا ہر ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ہم کوشش کریں گے۔

جناب اسپیکر: جی فیڈرل گورنمنٹ سے related۔

وزیر یحکماءال: جی جی واشک کو انشاء اللہ تعالیٰ شامل کیا جائیگا Next اس میں۔

میرا خڑی حسین لاغو: جناب اسپیکر! اس میں میرا ایک ضمنی ہے۔ فیڈرل پی ایس ڈی پی میں جو صوبائی حکومت کی سفارشات سے اسکیمیں ڈالی گئی ہیں اس میں جناب اسپیکر! ان کا criteria کیا ہے اسکیمیں شامل کرنے کا؟ اور خاران میں ایک ڈیم بن رہا ہے جو آپ کے provincial PSDP on going اسکیم ہے جو پہلے ایک ڈیڑھ سال سے اس کے لیے اس کا کام بھی شروع ہیں اور میرا خیال سے کوئی 50% سے زیادہ اس کا کام بھی مکمل ہو چکا ہے جبکہ اسی ڈیم کو provincial PSDP میں منصوبہ بندی کے مکھے نے اسکو new scheme

کر کے اس کے دوبارہ کوئی 70 یا 75 کروڑ کے قریب رکھے ہیں اس کے لیے۔ یہ ذرا اس کو واضح کر لیں گے میں ڈیم کا نام بھول رہا ہوں ”گرک ڈیم“ ہے شاید۔

جناب اسپیکر: گرک ڈیم۔ جی۔

وزیر یحکمہ مال: کچھ اس طرح کے اسکیمات بھی ہیں جو فیڈرل میں ہوتے ہیں تو share ریاجاتا ہے کچھ share جو ہے وہ صوبائی حکومت اس میں ڈالتی ہے اور کچھ جو وفاق کے طرف سے ہوتے ہیں میرے خیال میں یہ بھی انہیں میں سے ایک ہو گا۔

میرا خڑحیں لانگو: جناب اسپیکر! اس کی تھوڑی سی وضاحت کر دوں سلیم صاحب غلط کہہ رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ سلیم صاحب کو بات complete کرنے دیں پھر آپ اس پر بولیں۔

وزیر یحکمہ مال: میری بات complete ہونے دیں ناں جوانہوں نے سلیمنٹری سوال کیا ہے، یہ بالکل اس سے ہٹ کر ہے۔ اگر یہ سوال کرنا چاہتا ہے تو فریش سوال لے کر آ جائیں تو اس کا ہم proper جواب دیدیں گے۔

جناب اسپیکر: جی فانس منسٹر تھوڑا اس پر۔

وزیر یحکمہ خزانہ: ہمارے معزز رکن نے خاران کے حوالے سے جوبات کی اگر وہ چاہتے ہیں۔

جناب اسپیکر: واشک کی۔

وزیر یحکمہ خزانہ: اگر وہ چاہتے ہیں کہ خاران کی جو ڈیم کی اسکیم ہے وہ اگر نہیں چاہتے ہیں کہ خاران میں بننے والی صبح ہی پی ایس ڈی پی سے اس کو ہٹا دیں گے فیصلہ ہو جائے۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ کہتا ہے ہو اس میں۔

میرا خڑحیں لانگو: جناب اسپیکر! آپ سے بھی گزارش ہے اور معزز را کین سے بھی گزارش ہے کہ اسمبلی کے معاملات کو مہربانی کر کے سنجیدگی کی بنیاد پر لیں۔ ظہور صاحب نے اگر اس پی ایس ڈی پی میں پچھتر کروڑ روپے fudge کرنے کے لئے رکھے ہیں تو اس کا میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہ 20-2019ء کی۔۔۔ (مداخلت)۔ ظہور صاحب مجھے complete کرنے دیں۔۔۔ (مداخلت)۔ جناب اسپیکر! یہ 20-2019ء کی پی ایس ڈی پی میں فیڈرل کا ایک اسکیم تھی جس میں یہ ٹینڈر بھی ہوا۔ جس میں 50% سے زیادہ کام بھی شروع ہوا یہ purely fideal گورنمنٹ کا ایک پراجیکٹ تھا اب وہ completion کے قریب تھا نہیں نے اس دفعہ پی ایس ڈی پی میں پھر اسکے لئے کوئی پچھتر اسی کروڑ

روپے رکھے۔ یہ جو پروجیکٹ ہے یہ complete ہو گا فیڈرل گورنمنٹ کے پیسوں سے۔ پرانشل پی ایس ڈی پی میں جو پیسے رکھے گئے وہ صاحبان کی جیبوں میں چلے جائیں گے جناب والا! اس طرح کی اسکیبوں سے اجتناب کر لیں اس کی وزیر منصوبہ بندی صاحب تو سلیم صاحب کو اختیار ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں اس میں صوبوں کا share بھی ہے۔

میراختر حسین لانگو: نہیں اس میں صوبے کا share نہیں ہے یہ purely فیڈرل گورنمنٹ کا ہے۔

جناب اسپیکر: dams 100 میں ہیں؟

میراختر حسین لانگو: نہیں نہیں جناب والا! یہ ایک الگ ڈیم ہے یہ dams 100 میں نہیں ہے یہ purely فیڈرل گورنمنٹ کا پروجیکٹ ہے جناب والا۔

وزیر یحکماء مال: ہم سے تو آپ fudge کی امید رکھیں نہیں اللہ کی مہربانی سے بہت ساری fudge کی چیزیں پی ایس ڈی پی سے نکال دی گئی ہیں شاید انکو تکلیف ہو رہی ہے کہ کیوں نکالے گئے ہیں۔ اس وجہ سے انہیں تھوڑی سی پریشانی ہو رہی ہے۔ ایک ثناء بلونج صاحب کا پروجیکٹ، میں نام لے لیتا ہوں۔

میراختر حسین لانگو: جناب والا! اس گورنمنٹ کی کرپشن، آپ کا وندر ڈیم، وندر ڈیم پر جو ٹینڈر زبرہے گئے تھے پانچ کمپنیوں کی طرف سے جناب والا! ان میں سے سولہ کروڑ روپے میں جو ڈیم بنانے جا رہا تھا انکو نہیں دیا گیا پھر وہ اربوں روپے جس نے ٹینڈر زبرہے تھے اسکو یہ جواب دیا گیا ہے جناب والا! تو کرپشن کی داستانیں ہمارے پاس بہت زیادہ ہیں اس گورنمنٹ کی۔ وہ ہم کسی تفصیلی، آپ ایک دن رکھ لیں اس پر بحث کے لئے وہ ہم سلیم صاحب کے ساتھ بحث کرنے کے لئے تیار ہیں کہ اس گورنمنٹ کی جو کارست انیاں ہیں۔ ابھی اس سوال کا مہربانی فرمाकر کے ہمیں مطمئن کر لیں۔

جناب اسپیکر: جی یہ question سے باہر ہے جو question میں رہ کر کے آپ سپلینٹری کریں۔

وزیر یحکماء مال: اس سوال کا میرے پاس صرف بالکل سادہ جواب ہے اگر اس چیز کا جو آپ کہہ رہے ہیں کہ اگر اس طرح ہے تو پھر بالکل گورنمنٹ ذمہ دار ہے۔ تو اسکا بالکل ازالہ بھی کیا جائے گا۔ اگر آپ کی طرف سے یہ غلط بیانی کی جا رہی ہے تو پھر جناب اسپیکر! ایوان کے اندر اس طرح کی بات کی جاتی ہے تو پھر۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: جی پی ایس ڈی پی میں دیکھ لیں اگر اس طرح کی ہے۔

وزیر یحکماء مال: نہیں یہ غلط ہے، اس کے الزامات لگائے جاتے ہیں کہ جی fudge کرنے کے لئے یہ پرانشل گورنمنٹ بھی دے رہی ہے فیڈرل بھی دے رہی ہے یہ ایک غیر مناسب الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں

لوگوں کو عوام کو گراہ کرنے کے لئے۔۔۔ (مداخلت) میں نے کہا کہ ہم اس پر انکواڑی کروالیتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! ہم یہاں تک کہتے ہیں اس سے تو زیادہ کچھ نہیں ہو سکتا ہے اگر یہ چیز نہیں ہوا تو پھر اس کا جواب کون دے گا۔

جناب اسپیکر: جی آپ کی مہربانی آپ جواب دے رہے ہیں لیکن یہ question سے۔۔۔ (مداخلت) ٹھیک ہو گیا۔ شکر یہ سلیم صاحب ویسے بھی question سے باہر یہ سلیمتری تھا، آپ نے پھر بھی جواب دیا مہربانی۔ لیکن اس میں دیکھیں already فیڈرل پروجیکٹ ہے تو اگر صوبے بھی اس میں پیسے رہیں تو اس کو آپ چیزوں کو دیکھ لیں۔ جی سوال نمبر 252۔

میرزا بدلی ریکی: Question No.252

وزیر حکومت مال: جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے اللہ کرے اس میں واشک شامل ہو۔

نوٹ موصول ہونے کی تاریخ 24.12.2019:

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ، مالی سال 2019-2020 کی پی ایس ڈی پی میں اریگیشن سیکٹر سے متعلق کل کتنے منصوبے شامل کیے گئے ہیں اور جون 2019 تا دسمبر 2019 کے دوران کل کتنے منصوبوں کی منظوری دی جا چکی ہے ضلعوار تفصیل دی جائے نیز محکمہ خزانہ اور محکمہ ہذا کی جانب سے جاری کردہ ننڈ/ رقم کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:

مالی سال 2019-2020ء کی پی ایس ڈی پی میں کل 171 اسکیمات اریگیشن سیکٹر میں شامل کئے گئے ہیں اور جون 2019 تا دسمبر 2019 کے دوران کل 168 منصوبوں کی منظوری دی جا چکی ہے جون 2019 تا دسمبر 2019 کل 2090.79 ملین جاری کی جا چکی ہے جن کی تفصیل ذیل ہے:

نمبر شمار	صلح کا نام	کل اسکیمات	محکمہ پی اینڈ ڈی کی جانب سے جاری کردہ رقم (ملین میں)	جاری کردہ رقم محکمہ خزانہ سے (رقم ملین میں)
1	آواران	4	70.71	25.712
2	بارکھان	7	99.98	0.00
3	بیله	8	75.00	57.5

27 نومبر 2020ء (مباثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

30

0.00	47.50	6	چاغی	4
10.00	73.00	9	ڈیری گڑی	5
0.00	42.50	2	ڈکی	6
55.68	80.68	5	گوادر	7
15.00	15.00	3	ہرناں	8
45.00	45.00	5	جعفر آباد	9
40.00	138.75	15	چھل مکسی	10
5.00	55.00	3	کچھی	11
426.45	451.34	26	کچ	12
15.00	15.00	1	خاران	13
25.00	25.00	3	خضدار	14
0.00	5.00	1	کوہلو	15
0.00	64.25	5	لورالانی	16
42.00	77.00	7	موئی خیل	17
27.50	62.50	3	نصیر آباد	18
15.00	20.00	2	نوشگی	19
15.00	15.00	1	پنگور	20
22.50	32.50	3	پشین	21
23.35	23.35	1	قلعہ عبد اللہ	22
52.96	70.46	7	قلعہ سیف اللہ	23
36.00	36.00	5	کونٹہ	24
119.5	119.5	2	شہید سکندر آباد	25

5.00	5.00	1	شیرانی	26
163.94	163.94	19	سی	27
5.00	49.01	6	صحبت پور	28
40.02	40.02	4	ژوب	29
0.00	30.00	3	زیارت	30

جناب اپسیکر: جی اس میں کوئی سپلائمنٹری ہے؟

حاجی میرزا عبدالعلی ریکی: جناب اپسیکر! مالی سال 2019-2020 کی پی ایس ڈی پی میں ایریکیشن سیکٹر سے متعلق یہ جو رکھے ہیں 271 اسکیں جناب اپسیکر صاحب! رکھے گئے ہیں۔ ان میں سے 2019-2020 میں ایک سو چونٹھے منصوبوں کی منظوری دی جا بچل ہے۔ اس میں دیکھیں، آواران، بارکھان، لسبیلہ، چاغی، ڈیرہ گٹھی، جناب اپسیکر صاحب! اس میں پھرواشک نہیں ہے کیا گناہ کیا ہے عوام نے آخر یہ کیا وجہ ہے اس ڈسٹرکٹ نے آپ لوگوں کو کیا کیا ہوا ہے؟ خدا را! وہاں ایریکیشن میں بڑے بڑے ٹینک ضرورت نہیں ہیں۔ جناب اپسیکر! آپ کی پنجگور، رختان، سارے پانی آپ کی، اگر وہ بیس تیس ارب کا وفاق ہو جائے صوبہ کا ہو جائے۔ اگر اسکو ایریکیشن کی مد میں کریں، بڑے فائدے علاقے میں ہوں گے اجتماعی کام ہوں گے۔ مگر آپ اندازہ لگائیں یہ اس میں ایک نام بھی ڈسٹرکٹ میں بھی نہیں ہے ایریکیشن کی مد میں۔ آپ اندازہ لگائیں جناب اپسیکر صاحب! آپ ان سے پوچھ لیں کہ ہر ہے مالیات کا منظر صاحب وہ تو چلے گئے ہیں۔

وزیر محکمہ مال: جناب اپسیکر صاحب! میں بڑا شکرگزار ہوں کہ وہ جواب سے بڑے مطمئن ہیں۔ ایک واشک نہیں ہے۔ واشک کا میں پھروہی جواب دوبارہ دوہراؤں گا جو پہلے میں نے دیا ہے۔ next ۱۰ میں انشاء اللہ و تعالیٰ پورا ایوان مل کرو واشک کے لئے لٹائی کریں گے۔ اور ایریکیشن کی اسکیمات اگلے نئے مالی سال میں شامل کریں گے۔

جناب اپسیکر: اس میں دیکھیں کہ کوئی بھی feasible project ہو تو اس پر نظر ثانی کریں اور گورنمنٹ اس میں دیکھیں واشک کو نظر انداز نہیں کریں۔

وزیر مال: جی جناب اپسیکر۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپسیکر۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ 2090 میں جاری کیئے جا چکے ہیں ان منصوبوں کے لئے جناب اسپیکر! کوئی جو پانی کا بہت یہاں شدت، قلت اتنی زیادہ ہے کہ ہم بارہ سو فٹ نیچے سے پانی نکال رہے ہیں۔ ہمارے دوستوں نے حکومت نے کوئی کے لئے محض چھتیں میں رکھے ہیں۔

جناب اسپیکر: اُسمیں بہت سارے پروجیکٹس چل رہے ہیں نا۔ already

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! یہ دیکھو! سالوں کے پروجیکٹس ہیں یہ آپ کیا دے رہے ہیں جناب اسپیکر! آپ دیکھیں کہ یہاں کوئی میں پچاس لاکھ آبادی رہتی ہے آپ بھی کوئی میں رہتے ہو سب کوئی میں رہتے ہیں لیکن کسی کو غمنہ نہیں ہے کوئی کہم نے اس کے پانی کا کیا کرنا ہیں؟ کوئی میں پانی کی اتنی زیادہ قلت ہے کہ بارہ سو فٹ سے نیچے آپ کی پانی نکال رہے ہیں۔ سارے آپ کی ٹیوب ویلز جو ہیں وہ ختم ہو رہے ہیں پانی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی مনستر۔ پی ائینڈ ڈی منسٹری اتنی آسان نہیں ہے۔ منسٹری کو ایسے ہی کوئی لے گا۔

وزیر یحیمہ مال: کوئی کیتے تو already بہت سارے ڈیمز بنائے جا رہے ہیں تو وہاں سے انشاء اللہ تعالیٰ پانی ملے گا۔ یہ جو اسکیمات ہیں میرے خیال میں یہ جو چھتیں میں ہیں یہ چھوٹے اسکیمات ہیں۔ ایک سینئنڈ میں اسکا تھوڑا سا جواب دے دوں۔

جناب اسپیکر: دیکھو! وہ پی ایچ ای ڈی پارٹمنٹ کے ساتھ ہیں۔ وہ دیسے ہی اس کو تنگ کر رہے ہیں۔

وزیر یحیمہ مال: یہ جو اس سال کے ہیں یہ چھوٹی اسکیمات ہیں یہ اُس کی مدد میں رکھے گئے ہیں۔ جو بڑے پروجیکٹس ہیں وہ already کوئی میں اُس پر کام ہو رہا ہے۔ جو جلد مکمل ہو جائیں گے۔ پانی کا مسئلہ انشاء اللہ تعالیٰ کوئی کا دیرینہ مسئلہ ہے۔ بالکل آپ نے صحیح کہا۔ یہ شہر سب کا ہے ہمارا تو کوئی پر already بہت زیادہ توجہ دیا گیا ہے تو کوئی کے جو ہمارے ایک پی ایزی ہیں زیرے صاحب کو بھی پتہ ہے کہ کافی کام یہ گورنمنٹ کر رہی ہے۔ لیکن وہ مانیں گے نہیں۔ کیونکہ اپوزیشن میں ہے۔۔۔ (مداغلہ۔شور)۔

حاجی زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! یہ سلیم صاحب ہمارے سوالوں کے جوابات صحیح طرح نہیں دے سکتے۔ اس کو defer کیا جائے اگلے اجلاس میں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں منسٹرنے full تیاری کی ہے۔ جواب تو آگئے نا۔ اب اُس میں کمی

پیشیاں ہیں جی ابھی defer تو نہیں ہو سکتا جس طرح دے دیں۔ پھر بھی آپ کو تسلی دیتا ہے۔

وزیر حکومت مال: واشک شامل نہیں ہے تو ڈیفر کیا جائے۔

جناب اپیکر: دیکھیں آگے جو بندہ بولنے والا ہو گا ناں وہ تسلی بھی نہیں ہے۔ پھر بھی تسلی دے رہا ہے۔

اگلے سال انشاء اللہ آپ کا کچھ نہ کچھ بہتر کریگا۔ (مداخلت۔ شور)۔ جی next question

جی نصراللہ زیرے صاحب! اپنا Question Number 340 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: شکریہ جناب اپیکر! سوال نمبر 340۔

جناب اپیکر: جی وزیر منصوبہ بندی۔

وزیر حکومت مال: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 340 جناب نصراللہ خان زیرے رکن اسمبلی: نوٹ موصول ہونے کی تاریخ - 20.09.2020

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از اکرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست کہ مالی سال 19-2018 کے بجٹ میں وزیر اعلیٰ کے خصوصی فنڈ کیلئے رقم مختص کی گئی تھی

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو کل کشیدہ رقم مختص کی گئی تھی نیز مختص کردہ رقم جن جن منصوبوں کیلئے جاری کی گئی ان کے نام اور جاری کردہ رقم کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:

مالی سال 19-2018 کے بجٹ میں وزیر اعلیٰ کے خصوصی فنڈ کیلئے کوئی بھی رقم مختص نہیں کی گئی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ 19-2018ء میں وزیر اعلیٰ کے خصوصی

فنڈز سے کتنی فنڈ مختص کی گئی ہے؟ جواب آیا کہ 19-2018ء کے بجٹ میں وزیر اعلیٰ کے خصوصی فنڈ سے کوئی رقم

مختص نہیں ہے جناب اپیکر! پھر یہ جو رقم مختص انہوں نے کہا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ صحیح جواب انہوں نے نہیں

دیا ہے۔ یہ جو پرائیویٹ لوگوں کو فنڈ نگ کیا جا رہا ہے مختلف علاقوں میں۔ یہ کہاں سے ہو رہی ہے؟ یہ آسمان سے

منصوبے آرہے ہیں۔ کہاں سے آرہے ہیں؟ یہ مجھے بتایا جائے ورنہ میں بتاؤ نگا آپ کو کہ ابھی دکی کے جو

ہمارے ایم پی اے صاحب ہیں۔ انہوں نے بڑا احتجاج کیا۔ اُس کے علاقے میں letter جو ہے وہ

تمام WhatsApp گروپوں میں چلا کر تمیں کروڑ روپے وزیر اعلیٰ نے ڈکی کیلئے اعلان کیا۔ اُس کے منتخب

نمائندے سردار مسعود لوئی نے بڑا احتجاج کیا یہ پیسہ کہاں سے آئے؟ یہ تو غلط پیاسی سوال جواب آنایہ تو ہمارا

استحقاق مجرور ہو رہا ہے جناب اپیکر صاحب! اب پی اینڈ ڈی کا کون جواب دیگا؟

جناب اسپیکر: سردار صاحب! پہلے منٹ پر ایڈڈی کو جواب دینے دو۔

وزیر مکملہ مال: جناب اسپیکر صاحب! جوانہوں نے سوال کیا تھا اس کا تو تفصیلًا جواب آگیا کہ مختلف ایک روپیہ بھی نہیں کیا گیا کچھ بھی نہیں دیا گیا جہاں تک انہوں نے بات کی کہ جی مختلف لوگ کوئی میں کام جن کو دیا گیا ہے۔ کسی کو بھی ایک روپیہ نہیں دیا گیا ہے۔ اس علاقے کے لیے ضرور جو ہے PSDP میں مختلف کیئے گئے ہیں۔ انکے علاقے میں کام ہو رہے ہیں۔ اب مجھے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ زیرے صاحب، اختر لانگو صاحب بار بار یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جی بی این پی کا فلاں بندہ فلاں بندہ۔ بھائی فلاں بندہ کو دیا گیا پسیساً اس نے اپنے جیب میں ڈالا ہے کیا؟ کسی نے ایک روپیہ اپنی جیب میں نہیں ڈالا۔۔۔ (مداخلت) ایک سینڈ میری پوری بات تو سُن لیں جناب اسپیکر صاحب! ان کے حلقے کیلئے projects دیئے گئے اس PSDP میں مختلف ڈولپمنٹ کی مدد میں مختلف اسکیمات کی مدد میں۔ اب مجھے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ اپنے حلقے میں کس طرح کہتا ہے کہ یہ بی این پی (مینٹگ) کا بندہ ہے۔ اور یہ "BAP" کا ہے۔ یہ فلاں کا بندہ ہے۔ کوئی بھی کام ہو گا۔ اگر روڈ بنے گی تو اس میں ہر پارٹی کا بندہ چلے گا۔ ہر پارٹی کے بندے کی گاڑی چلے گی۔ اگر کوئی drainage کا اسکیم ہے۔ کوئی پانی کا اسکیم ہے۔ تو ہر کوئی اس سے پیتا ہے۔ ہر کوئی اس سے فائدہ مند ہوتا ہے۔ یہ پتہ نہیں کیوں اس طرح کی محدودیت رکھتے ہیں؟ اس طرح کی کچھ باتیں ہیں جہاں تک بکھری کی بات کی ہے انہوں۔ جناب اسپیکر صاحب!۔۔۔ (مداخلت۔۔۔شور)

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا ہے کہ ہم نے کوئی مخصوص فنڈ نہیں رکھا ہے خالی ایک بندے نے پر لیں کافرنس خود کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے وزیر اعلیٰ صاحب نے پیسے دیئے۔ اور میں نے یہ کام کی۔

وزیر مکملہ مال: کس نے کہا؟

جناب نصراللہ خان زیرے: میں یہ بتاؤں کہ میرے اپنے حلقے پی بی۔ 31 میں کتنے پیسے لوگوں کو دیئے گئے۔ پی بی 30 میں دیئے ہیں۔ پی بی۔ 32 میں دیئے ہیں۔ باقی حلقوں میں دیئے ہیں وہ آپکے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ اٹھیں میں! آپ کے حلقے میں کتنے پیسے دیئے ہیں؟ وہ خود مان رہا ہے میرے حلقے میں پیسے دیئے ہوئے ہیں۔

وزیر مکملہ مال: جناب اسپیکر صاحب! ہاں پیسے دیئے چکھ ہے۔ اور پورے بلوچستان میں ڈولپمنٹ کے کام ہو رہے ہیں۔ ترقیتی کام ہو رہے ہیں۔ -XXXXX۔ ترقیتی کام بھی ہو رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں ہوں

کہ میرے صحبت پورڈ سٹرکٹ سے زیادہ کام پیشین کے اندر ہو رہے ہیں جو اپوزیشن کا حلقتہ ہے۔ لیکن پھر بھی انکو XX سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ مسئلہ کیا ہے؟--- (مداخلت۔شور) یہ problem ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی کھیڑان صاحب وہ الفاظ حذف کیئے جائیں۔

میراختر حسین لانگو: وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ خصوصی فنڈ نہیں رکھے گئے ہیں تو یہ دے کہاں سے رہے ہیں؟ کس مدد سے دے رہے ہیں؟ اُس کی وضاحت کرو دیں۔

وزیر یحیمہ مال: جناب اسپیکر! میں ڈی پی میں reflect اسکیمات ہیں۔ مختلف ڈسٹرکٹس کے مختلف حلقوں کے ترقیاتی کام ہو رہے ہیں۔ خصوصی فنڈ سے کچھ بھی نہیں دیا جا رہا ہے پتہ نہیں کیا انکو پریشانیاں ہیں۔ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کمال ہے یار ایک تو بلوچستان ترقی کر رہا ہے پہلی دفعہ پھر آپ لوگوں کو X--- (مداخلت۔شور) ہمیں تیاری ہے۔ XXXXXXXXX-X-XXXXX-X-XXXXXX-X-(مداخلت۔شور)۔

میراختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! جہاں پانی کی ضرورت ہے وہاں یہ روڈز بنارہے ہیں قربان جاؤں اس گورنمنٹ کی۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! ہماری باقی میں ریکارڈ پر ہیں عوام سن رہی ہے منشہ صاحب نے فرمایا کون سافنڈ کو نے منتخب نمائندوں نے کیا؟ غیر منتخب نمائندوں نے کیا ہے؟--- (مداخلت) ایک منٹ نصراللہ زیرے نے کہا۔ جناب اسپیکر صاحب!--- (مداخلت) جناب اسپیکر! وہ admit کرتا ہے کہ مجھے گورنمنٹ نے اتنا پیسہ دیا۔ میں اتنا پیسہ خرچ کر رہا ہوں غیر منتخب نمائندہ یہ ہر حلقتے میں ہو رہا ہے غیر منتخب، وہ باقاعدہ آتے ہیں فیتہ کا ٹھیک ہے میں جناب اسپیکر صاحب! سو شل میڈیا پر دیتے ہیں کہ جی یہ میں نے کر دیا ہے۔ وہ میں نے کر دیا ہے۔--- (مداخلت۔شور) الہاذم دباری کاظماً ہر کریں آپ اپنی طرف سے یہ کہیں کہ جی ہم نے دیئے ہیں تسلیم کرتے ہیں ہم مانتے ہیں یہ ہمارے پارٹی کا ہے بُرداری کاظماً ہر کریں آپ کہہ دیں۔--- (مداخلت۔شور)

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! وہ کی کیلئے آپ نے تمیں کروڑ روپے جاری کیتے یہ ہوا یا نہیں؟ وہ آپ کے سامنے ایم پی اے بیٹھا ہوا ہے کوئی شہر کا ایم پی اے ہے، وہ احتجاج کر رہا ہے۔

☆ بحکم جناب اسپیکر XXXXXXXXX غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! وہ رور ہے ہیں پیٹھر ہے ہیں کوئی سننے والا نہیں ہے آج ایک وزیر کے حلقة میں ایک اٹھارہ، انیس گریڈ کا آفیسر اس کی بات نہیں مانی۔۔۔ (مداخلت) ایک منٹ آپ مجھے سن لیں آج اسی فور پر ایک ڈسٹرکٹ کے مسٹر نے جو coalition partner ہے، BAP پارٹی کا۔ اُس نے کھڑے ہو کر یہ بولا کہ جی یہ آفیسر میری بات نہیں مان رہا اور یہ غیر منتخب نمائندوں کے کہنے پر چل رہا ہے۔ ہمارے ناجائز نہیں جائز مطالبات حل نہیں کر رہا ہے اسی فور پر یہ گورنمنٹ کے ممبر اٹھے۔ انہوں نے باقاعدہ سے سوال کیا ہے۔

جناب اسپیکر: وہ گورنمنٹ نہیں ہے۔ PPHI ہے۔ semi-government ہے۔

جناب اصغر علی ترین: نہیں نہیں سرمیں کہہ رہا ہوں اس پر سردار صاحب تحریک اتحاق اٹھایا سردار صاحب پچھلے سیشن میں لے کے آئے کہ جی میرا اتحاق متروح ہوا ہے۔ یہاں اور مسٹر صاحبان اُٹھے ہوئے ہیں جنہوں نے باقاعدہ گورنمنٹ سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ یہ کیسی گورنمنٹ ہے ہمیں تو سمجھ نہیں آ رہی ہے۔

جناب اسپیکر: یہ کیسے ہے؟ جی، جی

وزیر خوارک و بہبود آبادی: سر! گورنمنٹ آپ نے بھی چلائی ہے آپ بھی چیف مسٹر ہے ہیں۔۔۔ (مداخلت) آپ لوگ یونس جان مجھے بات کرنے دیں میں پھر پڑی سے اترونگا۔ **جناب اسپیکر صاحب!** آپ خود انشاء اللہ ہر پوسٹ پر رہے ہیں ڈپٹی اسپیکر سے لیکر گورنر کی جو آخری حد ہے اُدھر تک چیف مسٹر، گورنر، اسپیکر سب کچھ۔ ابھی انشاء اللہ پر ائم مسٹر نہیں گے لیکن اُس سے پہلے میری کوشش ہے کہ میں اس کرسی پر آ جاؤں آپ چیف مسٹر بن جائیں۔ لیکن 2028ء میں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے دوہزار اٹھائیں میں پتہ نہیں کون زندہ رہے نہیں رہے۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: دوہزار اٹھائیں میں میں نے کہا۔۔۔ (مداخلت۔۔۔ شور)

جناب اسپیکر: یہ دوہزار اٹھائیں کہہ رہا ہے ہماری گورنمنٹ میں وہ خرابیاں پیدا نہیں کریں۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: جناب اسپیکر صاحب! میں تیسرا دفعہ دوہراتا ہوں کہ انشاء اللہ چیف مسٹر۔۔۔ (مداخلت۔۔۔ شور)

وزیر خوارک و بہبود آبادی: میں بول رہا ہوں مجھے بولنے تو دیں جناب! انشاء اللہ، انشاء اللہ آپ اس صوبے کے ہونے والے چیف مسٹر ہو انشاء اللہ صبر کرونا 2028ء میں ہم، پتہ نہیں ہو گے نہیں ہو گے۔ ہمارے بیٹھے ضرور ہو گیں انشاء اللہ آپ جوان ہیں آپ کی کالی داڑھی۔ ہم سفید داڑھی ہیں۔

جناب اسپیکر: بھروسہ نہیں ہوتا انسان کا ایک دودن کا۔ بات کو complete کرنے دیں خوش کر رہے ہے چھوڑو۔ اچھا۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: دوفنڈ زی ایم کے پاس ہوتے ہیں۔ ایک SS ہوتا ہے دوسرا DF ہوتا ہے۔ اسپیشل فنڈ جو ہوتا ہے وہ نواز اجاتا ہے وہ الگ ہے۔ اور DF ڈولپمنٹ کا جہاں پر چیف منسٹر جاتا ہے۔ وہ رکھ دیتے ہیں۔

جناب اسپیکر: وہ دونوں ختم ہو گئے۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: دونوں کورٹ نے ختم کر دیے۔ O آپ کی جو ایکیمیں آپ لوگ تھوڑا سا شور نہیں کریں سری یہ ترقی نہیں چاہتے اس صوبے کی۔ اچھا پہلے PSDP کو جا کر ہائی کورٹ میں چینچ کیا۔ خلاف آگیا سپریم کورٹ نے وہ فیصلہ توڑ دیا۔ ان کو مبارک ہوشکر ہے PSDP شروع ہو گئی اچھا! پھر چیف منسٹر سری کے ذریعے وہ ایکیم approve کرتا ہے۔ ایک سری آتی ہے وہ جو ایک بجٹ ہوتا۔ ایک revise budget جس کو کہتے ہیں۔ وہ اس میں پھر plus, minus ہوتا رہتا ہے۔ نہیں کوئی گڑ بڑ نہیں۔ کرپشن کی یہ بار بار بات کرتے ہیں۔ ارے بھائی میں چینچ سے کہتا ہوں میری بات سن لیں please۔ میں چینچ سے کہتا ہوں اپنے چیف منسٹر کیلئے۔ اپنی ذات کیلئے آپ کو چینچ ہے کرپشن ہماری ثابت کریں۔ میری بات complete کرنے دیں۔ پھر آپ بولیں۔

جناب اسپیکر: میں پونٹ پر آ جائیں سردار صاحب۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: سر! بات یہ ہے کہ خفیرہ رائے دہی۔ یہ خفیرہ bellotting ہوتی ہے۔ ایک منتخب ہو کر آ جاتا ہے۔ ایک ہار جاتا ہے۔ اس میں مجھے بھی پتہ نہیں ہے کہ میرے بیٹے نے بھائی نے یوں نے کس نے مجھے ووٹ دیا یا نہیں خفیرہ رائے دہی۔ ہم کسی کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ ہمارا ہے یا اپنا۔ پارٹیاں مسلک ہیں۔ میں تو انکو، پورے چوبیں ممبر یا نمیں ممبر ہیں۔ میں انکو خوش آمدید کہتا ہوں کہ دس، دس لاکھ روپے کی ایکیمیں جو ہے ناں یہ identify کریں۔ ہم بھی کوشش کریں گے کہ مولوی چیف منسٹر ملا ہے آج ہیلی کریں آ کرفیتے کاٹے ہیں میرے علاقے میں انکو خوش ہونا چاہیے کہ مولوی چیف منسٹر ملا ہے آج ہیلی کا پڑ پگیا خضدار جا کر افتتاح کر رہا ہے۔۔۔ (مداخلت۔) نہیں نہیں وہ ایک الگ topic ہے وہ پستو میں بولتے ہیں کہ "دہ جلا جرے دی" کیا کیا پراجیکٹ نہیں آ رہے ہیں، ہم نے خواب میں نہیں دیکھے تھے۔ جو اس حکومت نے شروع کیئے ہیں۔ چاہے وہ چھوٹے یوں کے ہیں یا بڑے یوں کے آپ لوگ "ہو، ہو" کرتے

رہو گے ان کو خطرہ یہ ہے کہ 2018 میں جیسے پشوختہ ایپ اٹر ٹی نیشنل پارٹی اُڑگئی۔ انشاء اللہ جو بھی مخالفت ہے یہ 2023 میں اُڑ جائیں گے۔ پھر یہی جھولا جھولتی حکومت ہو گی۔ پھر دو، چار آگئے وہ شور کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ پی ٹی آئی اور BAP پارٹی قائم و دائم ہیں آپ ڈیک بجاو۔ انشاء اللہ آپ پھر اس اسپیکر کی کرسی پر ہونگے۔ ادھر چیف منستر ہمارا جام صاحب ہو گا۔ میں ادھر اریگلیکشن کا منستر ہوں گا، انشاء اللہ Thank you -

جناب اسپیکر: چلو۔ جی Question No-341 -

☆ 341 جناب نصراللہ خان زیرے، رکن اسمبلی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 8.9.2020

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 2019-20 کے بجٹ میں وزیر اعلیٰ کے خصوصی فنڈ کیلئے رقم مختص کی گئی تھی؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کل کس قدر رقم مختص کی گئی تھی نیز مختص کردہ رقم جن جن مدتات کے لئے جاری کی گئی ان کی مدواہ تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:

مالی سال 2019-20ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں وزیر اعلیٰ کے خصوصی فنڈ کیلئے کوئی بھی رقم مختص نہیں کی گئی تھی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! اس میں بھی وہی صحیح جواب نہیں دیا گیا ہے جو میرا استحقاق مجرد ع ہوا ہے جناب اسپیکر! اس طرح ہاؤس نہیں چلتا کہ میں کچھ پوچھتا ہوں یہ کچھ بتا دیں۔

وزیر حکومہ مال: آپ نے جو پوچھا وہ جواب دے دیا گیا کہ خصوصی فنڈ نہیں ہے۔ خصوصی فنڈ کیلئے کوئی پیسے نہیں رکھے گئے ہیں۔ نہ اس سوال میں نہ اس سوال میں۔

جناب اسپیکر: تو یہ same question ہے۔

وزیر حکومہ مال: same question ہے جی ہاں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ منستر صاحب۔ زیرے صاحب thank you۔ وقفہ سوالات ختم۔

تجھے دلاؤ نوٹسز جناب اختر لانگو صاحب رکن صوبائی اسمبلی آپ اپنی توجہ لاو نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

میرا ختر حسین لانگو: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ میں وزیر برائے محکمہ کیوڈی اے کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کرواتا ہوں کہ محکمہ کیوڈی اے کے زیر انتظام کئی ایکٹ پر محیط سابقہ سبزی منڈی کی جگہ پر چند نام نہاد بروکر اور انویسٹر زکی جانب سے ایک پلازہ تعمیر قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اگر حکومت مذکورہ سبزی منڈی کسی کوالاٹ کی ہے تو اس کی مکمل تفصیل دی جائے۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب محمد مبین خان خجھی (وزیر محکمہ کوئندہ و پلمنٹ اتحاری وار بن پلانگ): جناب اسپیکر! میرا نوٹیفیکیشن کل ہی ہوا ہے QDA اور اربن پلانگ کا۔ تو مجھے اس بارے میں اتنا نہیں پتہ۔ آپ کو میں اگلے سیشن میں جواب دے دوں گا۔

جناب اسپیکر: منستر کو تیار ہونے دیں؟ اگلی اُس میں جواب دے دینگے۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! اس میں انہوں نے جواب دیا ہے۔

جناب اسپیکر: جواب تو دیا ہے لیکن اُس وقت یہ منستر نہیں تھا۔ منستر کا کل نوٹیفیکیشن ہوا ہے ہاں وضاحت کر لیں۔

میرا ختر حسین لانگو: اس میں جناب اسپیکر! جیسے نصراللہ زیرے نے کہا تھا۔

جناب اسپیکر: اس کو آپ اپنی نوٹس میں لے لیں جو بھی کمی پیشیاں ہیں وہ کر کے دے دیں۔

وزیر محکمہ کوئندہ و پلمنٹ اتحاری وار بن پلانگ: جناب اسپیکر! میں بریفنگ لوں گا پھر انہیں بتاؤں گا۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب اسپیکر صاحب! منستر صاحب نوٹ کر لیں میں چیزیں پوائنٹ آوٹ کرلوں۔

منستر صاحب نوٹ کر لیں پھر آپ اس کو پیش defer کر دیں۔ جناب اسپیکر صاحب! جیسے نصراللہ زیرے بھائی نے کہا تھا کہ ہم پوچھتے کچھ ہیں صاحبان جواب کچھ دیتے ہیں۔ یہ اسمبلی کی انتہائی غیر سنبھدہ عمل ہے۔

جناب والا! اس توجہ دلاؤ نوٹس میں بھی ہم نے پوچھا ہے گئے کے بارے میں اور جواب محکمہ نے بکری کی تفصیلات ہمیں کھیجواری ہیں۔ اس میں ہم نے ابھی جو recently ہوئے ہیں اس ساتھ construction کی اجازت دی گئی ہے۔

ہم نے وہ پوچھا تھا لیکن اس سے پہلے جو QDA میں جو گڑ بڑ ہوا تھا۔ انہوں نے اُن دو پلازوں کا جواب بھیجا ہے۔ اُن دو پلازوں کے نام بھیجے ہیں ایک امیر محمد پلازہ ہے اور دوسرا عیسیٰ خان پلازہ ہے۔ یہ کوئی آج سے آٹھ یادیں سال پہلے یہ بن چکے ہیں۔ میں اُس الٹمنٹ کی اور اُس permission کی بات کر رہا ہوں جو

اگھی چند لوگوں کو نواز نے کیا ہے ایک انویسٹمنٹ بورڈ بنائی پھر گورنگ باؤڈی سے اگھی ایک مہینہ یا دو مہینے پہلے گورنگ بورڈ سے اُس کی approval لے کر اُن کو باقاعدہ اجازت دی ہے کہ آپ یہاں پلازے بنانے کے اس کو کرشل کر کے آپ بیچنا شروع کر دیں۔ یہ سات ایکڑ پرانی سبزی منڈی میں اُن کو دیئے گئے ہیں۔ یہ تو بہت پرانی جو دو پلازے بننے ہیں جناب والا! یہ وہ ناظمین کے دور کے الٹمنٹس تھے جن پر پلازے بن بھی چکے ہیں جن پر لوگ کرایے پر بیٹھے بھی ہیں جن پر کارروبار بھی ہو رہا ہے۔ تو یہ اُن کی ہمیں تفصیلات دیکھ جن لوگوں کو نوازا گیا ہے اُن کو چھپانے کی کوشش کی جا رہی ہے جناب والا! اس میں حکومتی اعلیٰ عہدوں پر فائز لوگوں کے عزیز ورثتہ دار موجود ہیں اُن کے یار دوست موجود ہیں جن کو یہ اجازت دی گئی ہے۔ یہ موجودہ جو گورنگ باؤڈی اس وقت ہے اس کی آخری میٹنگ ہوئی تھی اُس میں گورنگ باؤڈی نے approval دی ہے اُس کی ہمیں تفصیلات دی جائے۔ یہ پرانا جو QDA نے گندھ کیا تھا وہ تو کمیٹی بھی بنی تھی۔

جناب اسپیکر: لاگو صاحب شکریہ۔ آپ نے پوائنٹ اپنے لائے ہیں۔

میرا ختر حسین لاغو: جناب اسپیکر صاحب! میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں گائے کو مقدس ہی رہنے دیں۔ میں اونٹ اور بکری کا مثال دوں یہ قبول ہے۔ سردار کھیت ان صاحب یہ ٹھیک ہے ہم نے تفصیلات اونٹ کی مانگی تھی انہوں نے جواب بکری کی تفصیلات ہمیں دی ہے۔ گائے کو مقدس ہی رہنے دیں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ لاگو صاحب! کیونکہ منظر صاحب کو ابھی یہ ڈیپارٹمنٹ انہوں نے دیا ہے۔ میرے خیال میں جو آپ نے پوائنٹ لیا ہے۔ اس منظر کو صرف سنیں آپ۔ آپس میں باتیں نہیں کریں آپ کا question ہو رہا ہے اور وہاں آپس میں بات کر رہے ہیں۔ دیش کا کام ہی ہے گڑ بڑ کرنا۔ اچھا میں صاحب! کیونکہ question کا جس طرح جواب دیا گیا ہے اس کو دوبارہ آپ دیکھیں اور 3 تاریخ کی توجہ دلائنوں میں اسکو دوبارہ آپ اس کی تیاری کریں اس کو لائیں گے۔ جی ملک سکندر صاحب! وہ لوکل گورنمنٹ کا منظر تو نہیں ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیریے: ابھی تو لوکل گورنمنٹ اور ایجوکیشن کے منظر بھی نہیں ہیں اور مکملہ داخلہ کا بھی نہیں ہے۔ تینوں توجہ دلائنوں defer کر دیں۔

جناب اسپیکر: ان تینوں توجہ دلائلوں کو defer کر دیں کیونکہ منظر صاحبان نہیں ہیں۔ جی۔

ملک سکندر خان ایلووکیٹ (قايد حزب اختلاف): شکریہ جناب اسپیکر! میں اپنے بھائی ظہور احمد بلیدی کا تہہ دل سے مشکور ہوں سنجیدہ انداز میں انہوں نے اس بات کو لیا اور انہوں نے اس بات پر افسوس کا بھی اظہار کیا

کے اساتذہ کے ساتھ ایسا سلوک نہیں ہونا چاہیے۔ اور پھر یہ بھی فرمایا ہے کہ انشاء اللہ اس پر گورنمنٹ قدم اٹھائی گی اور اس کو ریلیز کرنے کیلئے اقدامات کئے جائیں گے۔ اور مجھے اس بات کا یقین ہے کیونکہ ظہور صاحب کے جو الفاظ تھے ایک تو سردار صاحب کے الفاظ ہیں۔ سردار کھیت ان صاحب جب بھی آئے اور جو بھی بول دیئے ٹھیک ہے ظہور صاحب نے سنجیدگی سے بات کی اس لئے میں اس پر مزید نہیں کہوں گا لیکن صرف ایک گزارش کروں گا جناب کہ جب میں کہاں میں تھا as a Ambassador تو یہ اسٹیٹ کے بڑے کھانے ہوتے ہیں، ہمارے ہاں تو بڑے نواب، وزراء، بڑے بڑے لوگ آتے ہیں۔ لیکن اس بڑے کھانے میں پر انحری سکول کا پرنسپل اُس میں مدعو کیا جاتا تھا۔ تو میں نے ایک دن Foreign Secretary سے پوچھا کہ بھائی! ہمارے ہاں آپ ان اساتذہ کو اس طریقے سے بلا تے ہیں؟ تو ان کا جواب یہ تھا They are father of nation یہ اُس کی حیثیت ہوتی ہے۔ اور پھر جس انداز سے ان کو گرفتار کیا گیا۔ اور جو اس کا legal position ہے جناب والا! میں صرف یہ عرض کروں گا کہ 2007ء میں ایک فرڈ لگایا جاتا ہے، لیکن ٹھیک، چلو صوبے نہ نہیں لگایا ہے فیڈریشن نے لگایا ہے۔ لیکن واپس تو پھر صوبے میں آئے اور پھر 2007ء سے اب تک صوبہ ان کی کفالت کرتا چلا آرہا ہے۔ ان کی بجٹ کا بھی صوبہ ذمہ دار ہے۔ ویسے بھی لاء کا عام طور پر یہ ہے کہ تین سال contract پر رہنے کے بعد ہر فرد جو کسی بھی سروس میں ہو، وہ ریگولر ہونے کا حقدار ہے۔ جہاں 20 سال ایک آدمی سروس کرتا ہے اور اس کے بعد آپ اُس کو نکال دیتے ہیں تو وہ دوسرا جگہ نہ سروس کے قابل ہوتا ہے نہ اس کی عمر اس قابل ہوتی ہے۔ اُس کے بچوں کا کیا ہوگا؟ ہر آدمی اپنی حیثیت سے دیکھئے۔ تو میں یہ عرض کروں گا مجھے یقین ہے جو ظہور بلیدی صاحب نے فرمایا ہے اُسی طرح ہوگا۔ اور میری گزارش بھی یہی ہوگی کہ ان کو رہا کیا جائے۔ اور ان کے مطالبات ہیں۔

جناب اسپیکر: بس ہو گیا ہے ناں اُس نے کر دی ہے سارے۔ بس اس کو conclude کر دیں۔

قائد حزب اختلاف: میری گزارش ہو گی کہ ان کو یگول کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ جی محترمہ۔

محترمہ شکلیہ نوید قاضی: آپ کی اجازت سے جس طرح ملک صاحب نے بلوچستان کے ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی سکول ٹیچرز کے حوالے سے بات کی۔ اس طرح سے گلوبل پارٹنر شپ اور ایجوکیشن کے جو سکول upgrade ہوئے ہیں جو آٹھ سو سکولز بننے ہیں۔ جن میں تقریباً 1493 ٹیچرز recruit کئے گئے ہیں۔ تین سال سے وہ مسلسل کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں یہ پورا سال ان کی تخلواہ جاری نہیں کی گئی ہے۔

جناب اسپیکر: ایسا کریں جب منظر آجائے پھر آپ اس کو کریں کہ وہ بہتر آپ کو جواب دے سکتا ہے 3 تاریخ کو دوبارہ یہ سوال آرہا ہے۔ جی شکر یہ۔

محترمہ شکلیہ نوید قاضی: ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: جی حمل کلمتی۔

میر حمل کلمتی: اس حوالے سے جناب اسپیکر! میں ایک میں ترمیم کر کے گورنر سے اختیارات لے لئے ہیں۔ اختیارات میرے خیال سے گورنمنٹ آف بلوچستان کے پاس ہیں۔ ایسی کوئی ترمیم ہوئی ہیں ایجکوکیشن میں ایک میں؟

جناب اسپیکر: وہ بل پاس نہیں ہوا ہے ابھی تک۔ جی رخصت کی درخواستیں۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کا کڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار محمد صالح بھوتانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب اسپیکر: ہاؤس کی توجہ اس طرف چاہے۔ منظر صاحبان please آپ میں باقیں نہ کریں گے تو پھر ہاؤس کا میرے خیال میں۔ کچھ منظر ز آئے ہیں وہ بھی آپ میں باقیں کر رہے ہیں۔ ایک چیز نوٹ کریں کہ جتنے بھی منظر صاحبان آپ چیز کے ساتھ تعاون کریں۔ جس دن آپ کے question announce ہوتے ہیں اُس سے پہلے کہہ دیں کہ ہمارے سوالات اس تاریخ کوئی نہیں ہوں ہم یہاں نہیں ہیں۔ اگر announce ہوتے ہیں پھر kindly اپنی رخصت نہیں بھیجیں۔ کیونکہ جب اتنے خرچ بھی کرا رہے ہیں اسے میں کے سارے سیشن بھی چلا رہے ہیں اور سوالات کے جواب دینے کے لئے منظر موجود نہیں ہوتا ہے تو یہ مناسب نہیں آج ہمارے منظر جوانہوں نے درخواست دی ہے ان کو منظور کرتے ہیں آئندہ کیلئے پلیز پہلے سے آپ اس پر دیکھ لیں جس دن آپ کے سوالات ہوں گے اُس دن آپ لوگوں نے حاضر ہونا ہے۔ جی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار محمد صالح بھوتانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار یار محمد رضا صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار مسعود خان لوئی صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر محمد عارف محمد حسنی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ طارق مسی صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب نور محمد دمڑ صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے یا نہیں؟۔۔۔ (مدخلت) جی ووٹگ کریں جو منظوری کے حق میں ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر اسد اللہ بلوچ صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عمر خان جمالی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکرڈوئی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ فریدہ بی بی صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے

قاصر ہیں گی۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

غیر سرکاری قراردادوں میں۔ جناب زادبعلی ریکی، رکن صوبائی اسمبلی اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 88 پیش کریں۔

میرزا بعلی ریکی: ہرگاہ کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ تخصیل ماٹکیل کی آبادی 70 ہزار سے تجاوز کر چکی ہے لیکن اس کے باوجود ذمہ دکورہ تخصیل صرف ایک یونین کنسل پر مشتمل ہے جس کی وجہ سے علاقے کے عوام کے مسائل میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ تخصیل ماٹکیل کی آبادی میں اضافہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے ٹاؤن کا درجہ دینے کو لیکن بنائے تاکہ وہاں کے عوام کو درپیش مشکلات کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 88 پیش ہوئی اس کی admisibility پر وضاحت کریں۔

میرزا بعلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! تخصیل ماٹکیل ڈسٹرکٹ واشک کی سب سے بڑی تخصیل ہے۔ ایران بارڈر پر ہے، 70 یا 80 ہزار آبادی ہے اس کی، کچھ مہینے پہلے بلوچستان کے مختلف districts میں تخصیل یونین کنسل کے تخصیل ہو گئے، وہاں notification بھی ہو گیا مگر سوائے ماٹکیل کے میں نے بلدیات کے منشی صاحب کو بھی لکھ کر دیا اور سیکریٹری سے بھی ملاقات کی۔ میں نے کہا کہ آپ تمام districts میں ہر یونین کنسل کو تخصیل کا درجہ دے رہے ہیں، آپ میری district ماٹکیل کو کیوں تخصیل کا درجہ نہیں دے رہے ہیں؟ آخر کیا وجہ ہے؟ وہاں 70 ہزار کی آبادی ہے، حالانکہ کہاگر آپ دیکھیں تو ایک یونین کنسل میں سیور ٹچ کا نظام، وہاں اگر ناظم یا یونین کا چیئرمین ہو جائے تو اس کا سالانہ فنڈ 10 یا 15 لاکھ ہے۔ اگر یہ ماٹکیل ٹاؤن ہو جائے 70 ہزار، 80 ہزار آبادی کا اُس کا بجٹ بھی ہو جائے گا، اُس کے روڈ اُس کے سیور ٹچ، اُس کے مسئلے حل ہو جائیں گے جناب اسپیکر صاحب! اس تخصیل کو میرے سارے معززین بیٹھے ہیں، میں اس ایوان سے پُر زور appeal کرتا ہوں کہ اس کو تخصیل کا درجہ دیا جائے اور اس کی فوراً notification جاری کیا جائے۔ ایران بارڈر پر ایک چھوٹا سا شہر ہے وہاں جا کر اُس کی lights، اُس کی facilities نظر آتی ہیں مگر میری تخصیل جو کہ پاکستانی سر زمین پر ہے، میں بھی یہی کہتا ہوں کہ اس کی بھی اسی طرح ترقی ہو جائے، اس کو بھی ایران والے دیکھیں کی واقعی یہ بھی پاکستان کی بڑی تخصیل ہے آبادی کے حوالے سے اور ہر حوالے سے، اس عوام کا حق ہے بارڈر پر بیٹھے ہیں، اس ملک کے لیے اس ملک کے لیے، اس سر زمین کے لیے، اس state کے لیے ماٹکیل کے عوام نے قربانی دی ہے۔ بہت شکر یہ۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ، جی سردار کھیڑ ان صاحب۔

وزیر خوارک و بہبود آبادی: جہاں تک ہمارے فاضل دوست کی تحصیل کا تعلق ہے تو اس میں گزارش یہ ہے کہ مختلف سفارشات کیونکہ اس وقت بلدیاتی الیکشن نہیں ہیں۔ پہلے والے جو بھی منتخب بلدیاتی ادارے وہ اپنی معیاد کامل کر کے فارغ ہوچکے ہیں ہماری گورنمنٹ نے ایک سفارش کی ہے، مرکز نے سفارش کی ہے جو پنجاب پر لاگو کر رہی ہیں لیکن ہم اُس سے agree نہیں کر رہے ہیم یہاں یونین کو نسل، ٹاؤن، میونسل کمیٹی، میونسل کار پوریشن اور اسی طریقے سے ہماری یہ کوئی کمی یہے metropolitan تو ہم اس پر سفارش کر رہے ہیں یہ مسئلہ cabinet میں یہ مسئلہ discuss ہوا ہے۔ ڈسٹرکٹ کو نسل اور تحصیل کو نسل overlapping ہو رہی تھی اُس کو ہم نے ختم کرنے کی پلانگ کی ہوئی ہے اور اُسکو انشاء اللہ ہم further اسمبلی میں لے آئیں گے۔ جائز بات ہے ان کی، چونکہ پہلے فنڈ یونین کو نسل کا الگ جاتا تھا اور ڈسٹرکٹ کا الگ۔ overlapping ہوتی تھی۔ ہم یونین کو نسل کو اتنا powerful بنا دیں گے، اُس کے officers کو ہم promote کر رہے ہیں gradewise پہلے وہ یونین کو نسل کا سیکریٹری ہوتا تھا اب وہ grade 16, 17 کے ہوں گے۔ اسی طریقے سے اسی ratio سے ہم آگے کریں گے۔ ہم چاہیں گے آئندہ جب بھی بلدیاتی الیکشن ہونے گے یہ سلسلہ بنے گا تو میں اپنے فاضل دوست سے کہوں گا کہ آپکی یونین کو نسل کو ہم اتنا strong کر دیں گے کہ وہ جو district کے فنڈ تھے یا جو تحصیل کے فنڈ تھے وہ یونین کو نسل کو دیں۔ پہلے اگر کسی یونین کو نسل کو ایک لاکھ ملتا تھا میں یہ ایک rough figure دے رہا ہوں یہ کوئی authenticated figure نہیں ہے۔ تو اب وہ ڈسٹرکٹ اور تحصیل والا فنڈ وہ لاکھ 5 سے 10 لاکھ ایک یونین کو نسل کو ملے گا 10 گناہ بڑھ جائے گی۔ تو وہ اتنی خود اختیار ہو گی کہ وہ اپنی اسکیمات بھی خود کرے گی یونین کو نسل ڈسٹرکٹ کو نسل اور تحصیل کو نسل کی محتاجی سے ہم نکالیں گے۔ تو میرا خیال ہے کہ میرے دوست اس چیز سے مطمئن ہوں گے جب بھی بلدیاتی الیکشن ہونے گے انشاء اللہ اس pattern پر جا رہے ہیں، ہم مرکز کی سفارشات سے agree نہیں کر رہے۔ تو ابھی اس کا home work complete ہو گا۔

(خاموشی۔ اذان مغرب)

وزیر خوارک و بہبود آبادی: میری بات complete ہو جائے، میں آپ کو floor دون گا نہیں سر ہم چاہ رہے ہیں کیونکہ ابھی اس وقت system کا ہوا ہے انکی جائز بات ہے، یہ عوامی نمائندے ہیں ہم ان کی قدر کرتے ہیں اور خاص کرو داشک کا جہاں ذکر آتا ہے دل باغ وہاڑ ہو جاتا ہے کہ زابر کی صاحب کا ذکر آ جاتا

ہے۔ تو ہماری اس حکومت کی کوشش ہے کہ زیادہ سے زیادہ grossroot پر ہم چلے جائیں لوگوں کو door پر ہر سہولت ملے۔ تو اُسی کی continuation پر ہم نے یونین کونسل کو strong کرنا ہے۔ ہم نے step کرنا ہے، ہم نے میونپل کمیٹی اور میونپل کارپوریشن کو خود مختار بنادیتا ہے کہ وہ صوبائی حکومت کی بھی محتاج نہ رہے، وہ اپنے فیصلے خود کریں جو بھی اُس کا share ہوتا ہے، یہ ہماری گورنمنٹ کا day one سے ہے اور انشاء اللہ میں اپنے ساتھیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ جب بھی یہ ایکشن کا سلسلہ آئے گا یہ implement ہوگا اور انشاء اللہ آپ دیکھیں گے، آپ جہاں ہوں گے کہ تھی حد تک ہم نے کام کیا ہے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ، سردار کھیڑان صاحب۔ آپ اس پر مطمئن ہیں یا؟

میرزا بدعلی ریکی: میں کہتا ہوں کہ یہ قرارداد اسمبلی سے منظور ہو جائے۔

جناب اسپیکر: پاس ہو جائے پھر اس پر لاتے ہیں ناں آپ مطمئن نہیں ہیں۔ جی، آیا قرارداد نمبر 88 کو منظور کیا جائے؟۔ جی منظر فرانس۔

وزیر یحکمہ خزانہ: جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو زابد صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے، ہم اُس کی حمایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بہت اچھی قرارداد پیش کی ہے جناب اسپیکر! دوسرا بات یہ ہے کہ جب لوکل گورنمنٹ ایکشن انااؤنس کیے ایکشن کمیشن نے۔ بلوچستان واحد صوبہ ہے جس نے لوکل گورنمنٹ ایکشن سب سے پہلے کروائے تھے۔ اور جو پچھلے ایکشن ہوئے تھے وہ پرانے سسٹم 1999ء کے مطابق ہوئے تھے۔ جب لوکل گورنمنٹ کا tenure پورا ہوا، تو حکومت بلوچستان نے یہ وقف رکھا کہ چونکہ اب نئے census ہو گئے ہیں اور ہمیں delimitation کی ضرورت ہے، وہ ایک آئینی ضرورت بھی ہے۔ تو براہ مہربانی ہمیں constitutional delimitation کرنے دیجئے۔ اب ایک قدغن آئی کہ جہاں پر 90 دنوں میں ایکشن کروانے ہوتے ہیں، جب ایکشن کمیشن اور لوکل گورنمنٹ contradict کریں تو constitution میں ہے کہ لوکل گورنمنٹ ایکٹ، ایکشن کمیشن ایکٹ جو ہے وہ overrule کرے گی۔ تو اس چیز کو منظر رکھتے ہوئے حکومت بلوچستان نے کوڑت میں اپیل کی کہ ہمیں اس میں relief دیا جائے۔ اور ہمارا خیال یہ تھا کہ چونکہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ جتنے بھی قبیلے جو شہروں کی شکل اختیار کر چکے ہیں، آبادی بڑھ گئی ہے تقریباً double ہو گئی ہے، اور بہت سی یونین کونسلوں کو میونپل کمیٹی کا درجہ ملنا چاہیے، بہت سے میونپل کمیٹی کو کارپوریشن بنایا جائے۔ پچھلے دنوں cabinet نے ایک ایجمنٹ امنظور کیا تھا اور ایک سب کمیٹی بنائی تھی سلیم کھوسہ کی سربراہی میں کہ جوان تناظمی ڈویژن ہے، وہ بنائیں گے۔ تو میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ زابریکی صاحب نے

بہت اچھی قرارداد پیش کی ہے، اور ہم اس کی حمایت کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 88 کو منظور کیا جائے؟ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی صدارت جناب نصیب اللہ مری، چیریمن نے کی)

جناب چیریمن: جناب ٹائمس جانسن صاحب! اپنی قرارداد نمبر 89 پیش کریں۔

جناب ٹائمس جانسن: ہرگاہ کہ لینڈ مافیا کی جانب سے مختلف ادوار میں اقلیتی برادری کی اراضیات جن میں گوردوارے، مندر، چرچ اور قبرستان شامل ہیں پر قبضہ کیا جاتا رہا ہے جوتا حال واگزار نہیں کرائی جاسکی ہیں جس کی وجہ سے اقلیتی برادری میں احساس محرومی اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ لینڈ مافیا کی جانب سے اقلیتی برادری کی قبضہ کی جانے والی اراضیات، گوردوارے، مندر، چرچ اور قبرستانوں کے واگزار کرانے کو یقینی بنائے۔ شکریہ۔

جناب چیریمن: قرارداد نمبر 89 پیش ہوئی، کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility پر وضاحت فرمائیں گے۔

جناب ٹائمس جانسن: شکریہ سر! اگزشٹہ کئی سالوں سے ہماری housing schemes کے لیے بنائی جاتی ہیں اُن پر تو قبضے ہوتے ہیں لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ چرچ، مندر اور قبرستان کو بھی نہیں بخشنا جاتا۔ کوئی میں 1991ء میں قبرستان کیلئے زمین خریدی گئی ہے، جو تھوڑا سا کمرشل ایریا ہے کبھی کوئی قبضہ کر لیتا ہے تو۔ اسی طرح سبی میں ہے ایک قبرستان allot کیا گیا تھا جو چرچ کر سچن کیوٹی اور ہندو کیوٹی کو۔ اُس میں ابھی تنازعہ چل رہا ہے۔ ایسا ہے کہ مذہبی بنیاد پر مسلمان بھائی جو ہیں وہ اپنی طریقہ کار سے عبادت کرتے ہیں اور جنازہ بھی پڑھاتے ہیں۔ اسی طرح کر سچن، اسی طرح اور دیگر اقلیتیں، لیکن قبرستان تو مشترک نہیں ہونے چاہیے۔ یہ گزارش ہے آپ سے کہ انتظامیہ کی مدد سے یہ سب کچھ ہوتا ہے، قبضے ہوتے ہیں، لینڈ مافیا شاہید اُنکے کنٹرول میں نہیں ہے وہ ان کو سنبھال سکے گزارش یہ ہے کہ آپ کو پتہ ہے کہ اس وقت وباء بھی پہلی ہے بہت سے حادثات ہو رہے ہیں، جنازہ ہو رہے ہیں کم سے کم ہر ڈسٹرکٹ میں یا ہر شہر میں ڈی سی صاحب آبادی کے حساب سے قبرستان تو ہر اقلیت کو اور میں یہ کہتا ہوں کہ مسلمان بھائیوں کو بھی دیں قبرستان کے لیے جگہ مہیا کی جائے آپ سب سے گزارش ہے کہ اس کے لئے سردار صاحب ابھی چلے گئے کھیزان صاحب وہ کہتے ہیں کہ جی یہ گورنمنٹ جو کام کر رہی ہے، تو میں سمجھتا ہوں کہ قبرستان کے لئے کام کریں گے تو انکے لئے ہم دعا گو ہوں گے۔ اور اس پر اگر آپ رو لگ دے دیں۔ اور قبضہ ہشایا جائے۔

وزیر ڈھنگہ مال: یہ اہم نویعت کی قرارداد ہے ہم اس کو بالکل support کرتے ہیں اور دوسرا یہ ہے کہ انہوں نے جودو باتیں کی ہیں ایک تو انہوں نے کہا کہ جی قبضہ، میں ان سے صرف گزارش کروں گا کہ آپ specific نام بتادیں کہ بلوچستان کے اندر یا کوئی میں یا کسی اور ڈسٹرکٹ کے اندر آپ کے چرچ کے حوالے سے یا اقلیت کی کوئی، یا کوئی بھی قبضہ وغیرہ ہوئے ہیں وہ بتادیں آج تک جو میں نے تھوڑی سی معلومات کی ہے کسی بھی ڈسٹرکٹ سے کسی بھی ڈسٹرکٹ کی کمیونٹی کی طرف سے کوئی بھی اس طرح کا درخواست نہیں گیا کہ فلاں جگہ قبضہ ہے اس کو ختم کرایا جائے۔ پہلی بات تو یہ ہے آپ نے کہا کہ زمین مہیا کی جائے تو بالکل گورنمنٹ دیکھے گی انشاء اللہ تعالیٰ جس ڈسٹرکٹ میں آپ لوگوں کو اگر اس حوالے سے کچھ پریشانی وغیرہ ہے کیونکہ آپ لوگ ہمارے بھائی ہیں اور ہم نے ہمیشہ اقلیتوں کا جتنا بھی ہو سکا خیال داری کی ہے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ جس میں ڈسٹرکٹ میں کوئی مسئلہ ہے آپ ہمیں بتادیں جہاں ہمیں زمین کا مسئلہ ہے، وہ بتادیں اور جہاں کوئی قبضہ ہوا ہے تو recently ٹو کوئی بھی ہمارے نوٹس میں اس طرح کا نہیں آیا کہ کوئی آپ لوگوں کی کمیٹی کی طرف سے یہ شکایت کی گئی ہو کہ فلاں ڈسٹرکٹ کے اندر آپ لوگوں کی کمیونٹی کو کسی نے قبضہ کیا ہے اگر ہے تو kindly آپ بتادیں ایوان میں ابھی آپ کے پاس کوئی evidence وغیرہ یا آپ کے پاس پوری detail ہے تو دے دیں یا بعد میں دے دیں گورنمنٹ بالکل آپ کو full protection دے گی آپ کے جتنے بھی اس طرح کے جو نہ ہی areas ہیں اگر قبضہ ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ چھوڑوا کر آپ لوگوں کے حوالے کیا جائے گا لیکن اس وقت تک میں نہیں سمجھتا ہوں کی کوئی بھی اس طرح کا کوئی issue ہے۔ Thank you

جناب ٹانکس جانسن: سر! میں بات کرنا چاہتا ہوں ایسا ہے کہ last year میں نے چیف سیکرٹری صاحب کو ایک لیٹر لکھا تھا اس وقت پر میں pursue کرتا رہا ہوں۔ پورے بلوچستان کے لیے میں نے لکھا تھا، چن میں بھی قبضہ ہے وہ طاقتوں کو اُن کے ساتھ ہم لوگ مقابلہ نہیں کر سکتے اقلیتیں نہیں کر سکتے ہیں مقابلہ، اور اسی طرح مسلم باغ میں ہے ہاؤس اسکیم ہے، ہمارے last year اپنے نخوا کے مبرتعہ انہوں نے ہاؤس اسکیم اپنے فنڈ سے پر چیز کی، وہ پہلے اسکیم لینڈ والے جو owner ہوتے ہیں وہ دے دیتے ہیں پھر بعد میں جب وہ payment ہو جاتی ہے اُس کے بعد قبضہ ہے، انہیں کے لوگ کر لیتے ہیں، کوئی میں بھی اسی طرح ہے اور اسی طرح قبرستانوں کا ہے، (داخلت) نہیں سرمیری بات سنیں کوڑ میں کیس چل رہا ہے 25 سال سے کوئی ڈسٹرکٹ میں، مجھے ڈگری ہوا ہے کوئی میں جو بوری روڈ پر قبرستان ہے میرے نام سے ڈگری ہوا ہے، اس سے پہلے میرے والد صاحب تھے اور ساتھ وہ کوئی نسل نہ ہے اُن کے ساتھ اور ایک پادری صاحب بھی ہیں، وہ بھی

اسی طرح قبضہ ہے جو کمرشل اپریا آتا ہے ہاؤس اسکیمز پر بھی اسی طرح ہی ہے اور قبرستانوں پر بھی اسی طرح ہے۔ چمن میں بہت بڑا چرچ ہے اور وہاں ساتھ ہی دکانیں ہیں اُدھر بھی ہمارے نمائندے بیٹھیں ہیں ان سے پوچھ لیں کتنی مرتبہ قبضہ ہوا ہے جوئی گورنمنٹ نہیں چھوڑ دی سکی، ہم لوگ انتشار نہیں چاہتے ہیں کہ اُس کے بدلتے، اُس کے عیوض میں، گورنمنٹ اُس کی جگہ، گورنمنٹ نے جگہ بنالی جیسے کوئی میں میں نے نشاندہی کی زمین کی ایئر پورٹ پر 29 ایکڑ میں ہے اسی طرح، جو جگہ ہم سے لے لئے ہیں اُس کی عیوض ہمیں سرکار اُس کے بدلتے کوئی جگہ تو دے ہمارے لوگوں کو رہائش کے لئے دے اُسی میں بڑی زمین ہے وہاں قبرستان کے لئے بھی کوئی زمین مل سکتی ہے تو نجیدگی سے ہماری بات سننے کو تیار نہیں۔

وزیر یحیمہ مال: جناب اسٹاکر صاحب! ان کے جو بھی مسئلے مسائل ہیں آج تک انہوں نے مجھے نہیں کہا آج ایوان میں یہ بات کر رہا ہے۔ ایک تو کورٹ کے اندجو matter پڑ رہا ہے، تو معزز کورٹ ظاہر ہے اُس کا فیصلہ وہیں سے آئے گا۔ باقی جو بھی مسئلے مسائل ہیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں گورنمنٹ بالکل سپورٹ کریں گے۔

جناب نائٹس جانس: Thank you

وزیر یحیمہ مال: ہم آپ کے ساتھ بیٹھ جائیں گے، آپ ہمیں نشاندہی کریں overall بلوچستان میں جدھر بھی ہے تو full support کریں گے، ہم آپ کے ساتھ ہیں انشاء اللہ و تعالیٰ۔

جناب دیش مکار: جہاں تک اقلیتوں کی عبادت گاہوں اور اقلیتوں کے قبرستان، شمشان گھاٹ، کافی عرصے سے، مطلب قیام پاکستان سے کافی جگہوں پر قبضہ کیا گیا ہے اس میں کوئی دورائے نہیں ہے۔ میں اس معزز ہاؤس کو بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ حقیقت ہے، پچھلے دونوں بروئی قبرستان جو ہمارے میکھی برادری کا ہے وہاں بھی قبضہ مافیا نے ایک بہت بڑا جو، اب کمرشل ہوا ہے تو وہاں آکے قبضہ مافیا نے قبضہ کیا، میں بذات خود گیا تھا وہاں کے کمیونٹی سے وہاں جا کر میں نے قبضہ ہٹایا ہے، اور اسی طرح سے مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایک محکمہ عوام کی Property Trust مکملہ اوقاف جسے کہتے ہیں جو وفاق کے under ہے، جو یہاں سے ہندو migrate کر گئے تھے یا یہاں سے مسجد برادری migrate کر گئے تھے تو انہوں نے اُس time پر قبضے میں لے لئے تھے، اب چونکہ یہاں ہندو برادری بھی کافی تعداد میں کرپچن برادری بھی، ہمارے پارسی بھی سکھ برادری بھی، مگر وہاں جو آپ مسجد روڈ پر دیکھ رہے ہیں اربوں روپے کی زمین ہے، ہزاروں روپے پر دو دو تین تین ہزار روپے کرایہ پر دی گئی ہیں۔ اور عوام کی Property Trust کی، باقاعدہ یہ ہے کہ جو بھی کرایہ آئے گا وہ اقلیوں کی عبادت گاہوں پر خرچ کیا جائے گا مگر آج تک ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا گیا۔ یہ ہماری جو صوبائی

حکومت کے under 18th amendment کے حوالے سے کہ یہ صوبے کا اختیار ہے صوبے کو دیا جائے مگر عوام کے پر اپری ٹرست کو کہا ہے کہ ٹرست پریم کورٹ میں گئی ہے، اور ہم بھی اس کے آگے پریم کورٹ میں گئے ہیں اور مجھے امید ہے کہ پریم کورٹ حق اور حق کا فیصلہ دے گی اور یہ جوز و آوری چلے ہم نہیں دیں گے، اسی طرح سے ہم نے ہماری گورنمنٹ آف بلوچستان نے 73 سال سے ایک گوردوارہ سکول تھا ہم نے 73 سال کے بعد وہ گوردوارہ یہاں کے سکھ کمیونٹ کے حوالے کر دیا ہے years 73 کے بعد ذریوب میں ایک 200 سالہ مندرجہ تھا ہم نے ہمارے گورنمنٹ آف بلوچستان کے ہاتھ میں تھا وہ ہم نے وہاں کی ہندہ برادری کے حوالے کر دیا اسی طرح سے اگر اس ٹائم بھی میں کہتا ہوں ٹائٹس بھائی کو کہ ہم کمزور نہیں ہیں اقلیت کمزور نہیں ہیں اگر کوئی ہمیں کمزور سمجھتا ہے تو بھول میں ہے ہم بنا گے دھل کہتے ہیں کہ اگر ہماری کوئی قبرستان پر شمشان گھاؤں پر قبضہ کریں گے تو سب سے پہلے دیش جا کر لڑیگا چاہے وہ کوئی بھی طاقتور ہو ہم نہیں چھوڑیں گے ہم اس سلسلے میں zero tolerance کریں گے ہم کہتے ہیں ہم بھی اتنے برابر پاکستانی ہیں پاکستان کے جھنڈے میں سفید رنگ ہم اقلیتوں کا ہے اور ہمیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں، اگر یہ نہیں ہوا مجھے پتہ ہے اس میں جو لوگ قبضہ مافیہ ہے عدیہ کے ذریعہ stay لیکر آتے ہیں تو ہم ان سے قانونی جنگ لڑیں گے اور انکو مونہ کی کھانی پڑے گی۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب مکھی شام لال لاسی: میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیریمین: جی جی۔

جناب مکھی شام لال لاسی: کہ پورے بلوچستان میں اس قسم کے اقلیتوں کے ساتھ زیادتی ہے۔ یہ جو گوردوارہ ہے تو عدالت عالیہ کی مہربانی ہے، عدالت کے حکم کے تحت ہمیں ملے ہیں۔ اور سلیم بھائی نے جس طرح کی ٹائٹس بھائی کی بات کو غور سے سننا اور سمجھا بھی ہم ان سے امید کرتے ہیں کہ وہ اس پر غور کریں گے کہ یہ دوسری بات ہے کہ اس کے علاوہ پورے بلوچستان میں minority کے لیے قبرستان یا شمشان گھاٹ ہیں وہاں گول بجھوں پر ابھی تک نہیں ہیں جیسے ہمارا بیلہ ہے وہاں شمشان گھاٹ کیلئے جگہ نہیں ہے، پہلے ماخی میں جگہ تھی وہاں ندی کے ساتھ تو ندی نے اس کو cut کر دیا ابھی وہاں شمشان گھاٹ بنانے کے اہل نہیں ہیں۔ تو گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ کم از کم ایسی چیزوں کو جہاں میسحوں سکھوں یا ہندوؤں کی problem ہیں تو ان کا ازالہ کیا آجائے۔ خالی یہ چیز نہیں، پتہ ہے کے قبضے والے بہت powerful ہیں، ہم تو یہاں اٹھ کے بڑی دلیری سے بات تو کر دیتے ہیں کہ ہم اس طرح کر دیں گے مگر قبضے والوں کو آسانی سے ہم نہیں اٹھ سکتے ہیں۔

کیونکہ وہ کورٹوں کا ہمارا لیتے ہیں وہ Civil Court میں چلے جاتے ہیں وہ آپ کو علم ہے سالوں سال چلتے ہیں تو مہربانی کر کے گورنمنٹ اس پر تھوڑی توجہ دیں اور اقلیتی برادی کو facilitate کریں یا ہو سکتا ہے کہ اس کو کمیٹی کے حوالے کر دیں جو نامٹش بھائی نے جس پر اعتراض کئے ہیں تو مہربانی کر کے میں request کروں گا کہ جو بھی اقلیتوں کے مسائل ہیں تو ان پر نظر ثانی کی جائے۔ Thank you۔

جناب چیئرمین: آیا قرارداد نمبر 89 منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔

جناب اختر حسین لانگو، ملک نصیر احمد شاہوی، احمد نواز بلوج ارائیں اسمبلی میں سے کوئی ایک محک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 90 پیش کریں۔

حاجی احمد نواز بلوج: ہرگاہ کہ ضلع کوئٹہ کے مضافات علاقے جن میں وادشت، سپین کاریز اور ہنہ اوڑک وغیرہ شامل ہیں کے روڈوں پر نوجوانوں کی جانب سے چھٹی کے دن موڑ سائیکل پر one wheeling کی جاتی ہے جس کے نتیجے میں اب تک کئی نوجوانوں کی جانیں ضائع اور متعدد رخی و معذور ہو چکے ہیں۔ لہذا حکومت کی جانب سے اس کی روک تھام کے لیے کوئی اقدامات نہیں اٹھائے گے یہ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وادشت، سپین کاریز اور ہنہ اوڑک وغیرہ پر نوجوانوں کی جانب سے موڑ سائیکل پر کی جانے والی one wheeling کی روک تھام کے حوالے سے فوری طور پر عملی اقدامات اٹھائیں جائیں تاکہ مستقبل میں نوجوانوں کی جانوں کو ضائع ہونے سے بچایا جاسکے۔

جناب چیئرمین: مشترکہ قرارداد نمبر 90 پیش ہوئی۔ کیا محکیں میں سے کوئی اس کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

ملک نصیر احمد شاہوی: اللہ تعالیٰ اکرم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب! یہ انتہائی اہم قرارداد ہے۔ میرے خیال میں آپ دیکھتے ہیں کہ اس شہر کے اندر ایسے سینکڑوں نوجوان موڑ سائیکلوں پر one wheeling کرتے ہوئے لقمہ اجل بن گئے ہیں اور اپنے والدین کے لیے اپنے خاندان کے لیے انہوں نے بہت بڑا سانحہ چھوڑا ہے۔ خصوصاً جمعہ کے دن جناب چیئرمین صاحب! جب چھٹی کا دن ہوتا ہے تو تین چار جو کوئٹہ کی مضافاتی علاقوں میں آپ دیکھتے ہیں وہاں صرف آپکو موڑ سائیکل ہی موڑ سائیکل نظر آئیں گے اور نوجوانوں کی بہت بڑی تعداد بھی آپ کو نظر آئے گی اور کوئی ایسا جمعہ، کوئی ایسا دن نہیں ہے جس میں یہاں کوئی حادثہ نہ ہو پھر یہ ہماری آنکھوں کے سامنے کوئی نہ کوئی نہ کوئی ایسا جمعہ، کوئی ایسا دن نہیں ہے جس سے کوچ کر جاتے ہیں تو ہماری حکومت کا یہ فرض بتاتا ہے کہ اس قسم کے حادثات جو کئی سالوں سے ہو رہے ہیں

آج اور کل نہیں کہ ہمیں آج یہ نظر آیا، کئی سالوں سے ہو رہا ہے اور ہر میں سے میں چار پانچ دفعہ اس قسم کے حادثات ہوتے ہیں۔ تو یہ حکومت کا فرض ہے کہ اگر وہ اس سلسلے میں کوئی قانون سازی کرنا چاہیں ہم بھی ان کے ساتھ اپوزیشن، گزشتہ دنوں میں ایک پروگرام تھانوں کا وہاں کوئی کرانے کا تو وہاں انہوں نے اپنے مسائل کے ساتھ ساتھ اس بات کو بھی چھیڑا کہ ایک تعیینی ادارہ ہے اور اس ادارے کے سربراہ نے کہا کہ آج میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمارے ساتھ ارکین اسمبلی بیٹھے ہوئے ہیں ایک اہم مسئلے کی طرف انکی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں تو پھر انہوں نے one wheeling کا ذکر کیا اور اس میں کئی نوجوانوں کا بھی ذکر کیا کہ اُسی اسکول کے بچے تھے جو حادثات کا شکار ہو کر وہ اُس وقت فوت ہو چکے تھے۔ اس کے ساتھ ہی میرے خیال میں ہمارے ایک اچھے ڈاکٹر، ڈاکٹر نور بلوچ جو پولیس سرجن ہوا کرتا تھا سول ہسپتال کے اندر ایک دو مہینہ قبل اُنکے اپنے لڑکے کا بھی اس طرح کا واقعہ ہوا وہ one wheeling کرتے ہوئے اُس حادثے کا شکار ہوئے تھے پھر وہ فوت ہو چکے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ ہماری حکومتی ارکین اسمبلی میں بیٹھے ہوئے سے یہی گزارش کرتا ہوں کہ اس اسمبلی پر لوگوں کی نظر ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ موجودہ اسمبلی میں بیٹھے ہوئے جو ارکین اسمبلی ہیں وہ اس قسم کی کوئی قانون سازی کریں تاکہ اس قسم کے حادثات سے ہمارے نوجوان بچے سکیں، جو زندگیوں کا کھیل کھیلا جا رہا ہے اس کو مزید لمبا نہ کیا جائے۔ اور اسی پر حکومت سے میں یہی appeal کرتا ہوں کہ وہ جتنی جلد اس پر کوئی قانون سازی کرنا چاہتا ہے اگر اپوزیشن کے ساتھ بیٹھ کر کوئی قانون بنانا چاہتا ہے روکنے کیلئے تو ہم اُنکے ساتھ ہیں بہت بہت مہربانی شکریہ۔

وزیر یحکمہ مال: جناب اسپیکر صاحب! یہ بھی ایک اہم نوعیت کا قرارداد ہے جس طرح ملک صاحب نے فرمایا، بالکل صحیح فرمایا کہ ہمارے نوجوان خاص طور پر چھٹیوں کے دنوں میں یہ ہند اوڑک اور اسپین کاربیز کی طرف چلے جاتے ہیں اور one wheeling کرتے ہیں کئی عرصے سے۔ واقعی کئی حادثات ہوئے ہیں کئی معدود ہوئے ہیں، کئی جانوں سے گئے ہیں۔ اللہ پاک کی مہربانی سے حالات بہتر ہوئے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ انہی چھٹی کے دنوں میں یہی نوجوان اب بولان کی طرف رُخ کرتے ہیں اور وہاں بھی اسی طرح یہ one wheeling کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور وہاں بھی اس طرح کے نقصانات ہوئے ہیں۔ بالکل اس پر ہم اپوزیشن کے ساتھ بیٹھنے کے لیے بھی تیار ہیں۔ اور ضرور اس پر قانون سازی ہونی چاہیے۔ ہم بھی اس کے حق میں ہیں۔ جب تک قانون سازی ہوتی ہے تب تک انشاء اللہ تعالیٰ گورنمنٹ خاص کر چھٹیوں کے دنوں میں یہ one wheeling کا جو سلسلہ ہے اس کی روک تھام کے لیے ضرور اقدامات اٹھائے گی۔ تاکہ

ہمارے نوجوان محفوظ ہو سکیں۔

جناب چیریمن: آیا مشترکہ قرارداد نمبر 90 منظور کی جائے؟ مشترکہ قرارداد منظور ہوئی۔

محترمہ شکلیہ نوید قاضی، رکن صوبائی اسمبلی آپ اپنی قرارداد نمبر 91 پیش کریں۔

محترمہ شکلیہ نوید قاضی: ہرگاہ کہ ملک کے دیگر صوبوں میں خواتین پولیس فورس اور رکھانوں کے قیام عمل میں لایا گیا ہے جبکہ بلوچستان جو ایک قبائلی معاشرہ پر مشتمل صوبہ ہے۔ اس میں تاحال خواتین پولیس فورس اور رکھانوں کا قیام عمل میں نہیں لایا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے صوبہ کے عوام بالخصوص خواتین میں شدید تشویش اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ صوبے میں خواتین پولیس فورس اور رکھانوں کے قیام کو یقینی بنائے تاکہ صوبہ کے عوام بالخصوص خواتین میں پائی جانیوالی شدید تشویش اور بے چینی کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

جناب چیریمن: قرارداد نمبر 91 پیش ہوئی۔ کیا محرکہ اپنی قرارداد نمبر 91 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گی۔

محترمہ شکلیہ نوید قاضی: جناب چیریمن! جس طرح ہماری خواتین اس معاشرے کا 51% تصور کیا جاتا ہے آبادی کا۔ تو اسی طرح ہمارے ہاں جتنے بھی cases کے violences کے ہوتے ہیں یا کسی قسم کے especially بلوچستان کے aspect میں میں بات کروں گی ہماری ایک قبائلی معاشرہ ہے۔ جہاں عورت کی اگر عزت کی جاتی ہے۔ اسی طرح ہمارے کہیں ایسے issues ہیں کہ جو خواتین پولیس نہ ہونے کی وجہ سے police stations اور فورس نہ ہونے کی وجہ سے خواتین ان cases کو نہ پولیس تھانے تک لے کر آسکتے ہیں اور نہ وہ بھی رپورٹ ہوتے ہیں۔ جس طرح باقی صوبوں میں خواتین کی پولیس تھانے بھی ہیں وہاں یہاں ہم کوئی نہ میں بیٹھے ہیں اگر ایک یا دو رکھانوں میں خواتین تعینات ہیں لیکن اگر out through districts کی بات کروں گی تو کہیں پر بھی ہمیں خواتین police stations نہیں ملے گی۔ بلکہ یہاں بھی ایک وسیل قائم کیے گئے ہیں۔ اسی طرح recently a یک رپورٹ ابھی پیش ہوئی آج کل 60 days of activism throughout violence against women کے حوالے سے the world, ہم مناہ ہے ہیں۔ تو اس کی توسط سے میں بات کروں گی کہ اس 9 ماہ میں 38 خواتین کے قتل ہوئی ہیں۔ کہیں پر وہ killing کے نام پر ہوئی ہیں۔ کہیں پر گھر میڈ تشدد کے باعث وہ ماری گئی ہیں۔ لیکن کہیں پر بھی وہ proper report اس وجہ سے نہیں ہوئی ہے کیوں کہ ہماری آواز وہاں تک پہنچانے

کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ یعنی آپ بلوچستان کی statistics کو دیکھوں۔ اگر کہیں پر خدا نخواستہ کوئی زیادتی کا کیس بھی آ جاتا ہے تو بچیاں نہ وہ avoid کرتی ہیں جانے کے لیے کیوں کہ male officers کوئی بھی question کرتے ہیں تو وہ بچیاں اس قابل نہیں ہوتیں، یا وہ بتانا نہیں چاہتی۔ تو اسی طرح یہ تشدد کی cases خواتین کے حوالے سے specially bہت زیادہ ہوتے جا رہے ہیں۔ اور اسی طرح جو گھریلو تشدد ہیں، جو domestic violence ہیں، ابھی تک 68 cases ہوئی ہیں۔ یعنی اگر ہم ground میں دیکھیں اگر کوئی عورت پولیس میں ہوگی، تھانوں میں پیٹھی ہوگی تو کم سے کم یہ عورتیں ہیں جو بچیاں ہیں وہ باقاعدہ جا کے اپنے cases register کرو سکتی ہیں۔ لیکن بد قسمتی سے ہماری الیہ یہ ہے کہ ہمارے بلوچستان میں ابھی میں نے recently traffic police میں ایک سارجنٹ لڑکی کھڑی ہوتی ہے تو تو ایک دن میں نے victory کا نشان بنایا کہ وہ اپنی duty اتنے اچھے طریقے سے نبھاری تھی۔ باقی لوگ گاڑیاں کھڑی کر کے اُس کو ایک عجیب نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ اس trend کو ہمیں change کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر خواتین ہمارا ختم ہوگا۔ اور نہ ہی honour killing کے ہمارے cases ختم ہونگے۔ کیوں کہ جب تک ہماری safety security کا کوئی ذریعہ نہیں ہوگا۔ جب تک تھانوں میں ہماری access نہیں ہوگی۔ یا ہم domestic violence کے ہمارے cases ختم ہونگے۔ چلی جائے اسی طرح ہم پتے رہیں گے۔ تو لہذا میری اس ایوان سے یہی گزارش ہے کہ یہاں جتنے بھی ہمارے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جس طرح باقی تھانے ہیں۔ آج میں نے بڑھا کر کوئی lady constables 24 ہیں اُن کو بھی recruit کیا گیا ہے۔ کبھی میں اپنے ڈسٹرکٹ مستونگ جاتی ہوں تو کسی lady constable نے کہا کہ جب رات کو چھاپے ہوتے ہیں تو ہم چلے جاتے ہیں کیوں کہ دن میں ہمارے اس وجہ سے نہیں ہو سکتی کہ وہاں تھانوں میں مرد بیٹھے ہوتے ہیں اور ہم یہ محسوس نہیں کرتے کہ ہم وہاں بیٹھے رہیں۔ تو اسی لیے ہم اپنی duties اس طرح کی کوئی چھاپے ہوتے ہیں تو تب ہم جاتے ہیں۔ تو میرا خیال ہے یہ بھی ایک الیہ ہے کہ ہماری lady constables 24 آپ لوگوں نے recruit کیے ہیں اس اس گورنمنٹ نے تو کم سے کم اُن کے لیے ایک safety ایک عورت کے لیے اگر ایک تھانے ہوگا، یا ایک cell اُن کو بنایا جائے گا districts کی سطح پر تو violence cases کے reduce بھی ہمارے ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ ہمارے اس خواتین کی فیلڈ میں آنے کا ایک trend چل پڑے گی۔ جو تمام throughout

بلوچستان کے لیے خوش آئندہ ہوگا۔ thank you.

جناب چیئرمین: آیا قرارداد نمبر 91 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر منظور ہوئی۔

ملک نصیر احمد شاہواني، میر حمل کلمتی: جناب نصراللہ خان زیرے، جناب احمد نواز بلوج اور جناب اختر حسین لاگو ارکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محکم اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 92 پیش کریں۔

میر حمل کلمتی: ہرگاہ کہ صوبہ بالخصوص ضلع گوادر کے لوگوں کی جدیدی پیشی اراضیات کو حکومت کی جانب سے سرکاری قرار دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جس کی وجہ سے وہاں کے مقامی لوگوں میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ عوام کے عظیم تر مفاد میں اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرتے ہوئے پورے صوبے بالخصوص ضلع گوادر کے لوگوں کی جدیدی پیشی اراضیات کو سرکاری قرار دینے کے بجائے اپنے فیصلے کو واپس لے تاکہ صوبہ بالخصوص ضلع گوادر کے لوگوں میں پائی جانے والی شدید بے چینی اور اضطراب کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

جناب چیئرمین: مشترکہ قرارداد نمبر 92 پیش ہوئی۔ آیا محکمین اپنی مشترکہ قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

میر حمل کلمتی: جناب اسٹاکر! جیسا کہ سب کے علم میں ہے کہ بلوچستان ایک قبائلی صوبہ ہے اور بلوچستان کی جتنے بھی زمینیں ہیں، چاہے کوئی ثروت چمن گوادر نصیر آباد۔ یہاں کی زمینیں آج سے نہیں ہزاروں سال پہلے سے باقاعدہ tribes کی حد بندیاں ہوئی ہیں۔ ہر district میں جتنے بھی tribes رہتے ہیں مثال کے طور پر آپ کوئی کوئی لیں کوئی بازی، کاسی، شاہواني، یاسین زمیں ان تمام tribes پر شروع سے ہی کوئی کی زمینیں ان ہی کی ملکیت تھی۔ آپ خضداریاً مستونگ کو لے لیں۔ باقی جگہوں کو لے لیں۔ تمام زمینیں شروع سے tribes میں تقسیم ہوئی ہیں۔ یہ آج سے نہیں پاکستان بننے سے بہت پہلے خان قلات کے time سے ہیں۔ آپ انگریزوں کا ریکارڈ بھی check کریں۔ آپ record revenue check بھی کریں، سب میں یہ تمام چیزیں تقسیم ہیں اسی طرح۔ جو کچھ area بلوچستان کی پنجاب میں چلا گیا ہے، یا سندھ ایران افغانستان میں بھی چلا گیا ہے۔ لیکن وہاں کی زمینیں ابھی تک انہی tribes کے پاس ہیں۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ گوادر میں start settlement 1988ء میں ہوئی 1992ء میں ہوئی، 1998ء میں ہوئی، 2003ء میں ہوئے، 2010ء میں ہوئی۔ پھر 2013-2014ء میں بھی ہوئی۔ جب settlement ہماری زمینوں کی گئی۔ ہم نے اپنی زمینیں ان کو دکھائی اُس وقت تو ہمیں پتہ ہی نہیں تھا کہ

کیا ہے اس کی کیا process ہے۔ پُواری آئے ہم تمام لوگوں نے ان کو اپنی زمینیوں پر لے گئے۔ جنہوں نے ان کو پیسے دیے اُن کی زمین اُن کے نام پر ہوئی۔ جنہوں نے ان کو پیسے نہیں دیے اُن کی زمین سرکار کے نام پر چلی گئیں۔ ابھی اس طرح گوادر پونکہ چار تھصیلوں پر مشتمل ہے۔ اور ماڑہ، پسنی، گوادر پھر جیونی۔ گوادر کی history کچھ اس طرح ہے کہ گوادر کے دو تھصیل اور ماڑہ پہلے سبیلہ کے ساتھ ہوتی تھی جو جام سبیلہ اُس اسٹیٹ کے مالک ہوتے تھے۔ پسنی وہ ایک الگ ایریا ہوتا تھا۔ گوادر تھصیل اور ان کے under ہوتی تھی۔ اسی طرح جب war ہوا تھا تو Queen Victoria وہاں آکے پہنچی اور وہاں ائیر پورٹ بنایا گیا تھا جو آج تک اُس کی single runway موجود ہے۔ گوادر بھی اسی طرح آپ اور ماڑہ میں تو وہاں سینگور کلمتی، وہاں ہمارے ذگری کیونٹی کے پیر ہیں، خواجہ ہیں، انہی کی زمینیں ہیں۔ پسنی کلمت میں کلمتوں کی، پھر نلینڈ بند کی ہے، پھر اسی طرح یہ زمینیں چل رہی ہیں۔ پھر کلمتی پھر بند، پھر زہنو زمینی، پھر شہزادہ، پھر ہمانی، پھر جام، پھر شہک، اسی طرح شہزادہ گوٹھ، پھر آپ بارڈر میں بھی جائیں گے، بارڈر سے اس طرف بھی زمین اُسی کی ملکیت ہے اور ایران کے اندر بھی اُسی کی ملکیت ہے۔ ایران میں بھی آپ ساٹھ، ستر کلو میٹر تک جائیں گے اُسی کلمتی کی وہ زمین ہوں گی جس کا مالک بارڈر سے اس طرف بھی ہے اور اُس طرف بھی آج تک وہی ہے۔ جب settlement کی جاتی ہے تو ہمیں کھتوں دی جاتی ہے۔ منشیر یونیورسٹی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں بعد میں اس کی وضاحت بھی کریں گے۔ اُس کتونی میں باقاعدہ لکھا جاتا ہے اردو میں کہ زمین کی پیمائش میں کمی میشی ہو سکتی ہے۔ جب کم ہو جاتی ہے تو زمیندار کی زمین کٹ جاتی ہے جب بڑھ جاتی ہے تو اُس کو سرکار لے جاتی ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ زمین تو حدود پر تقسیم ہیں ہم اپنی حد بندیاں ان کو دکھائیں۔ جب last settlement ہوئی بہت ساری زمینیں پسنی میں ابھی جو settlement میں آپ کی توسط سے منشیر صاحب کو بتانا چاہتا ہوں۔ میں ان کو باقاعدہ proof دوں گا سوسائیل پرانے درخت ان بندات میں لوگوں کے موجود ہیں۔ ان کی زمینیں بڑے بڑے بندات جو ڈیم کی شکل میں ہیں ان کو سرکاری کردا گیا ہے۔ یا تو غیر مقامیوں کے ناموں پر کردا گیا ہے۔ اُس کی واضح مثال آپ پسنی میں دیکھ سکتے ہیں، آپ علینڈ میں دیکھ سکتے ہیں، upper moza colleague رہے ہیں۔ تو اسی طرح اور ماڑہ میں آپ دیکھ لیں زیادہ تر زمینیں سرکاری کر دی گئی ہیں۔ گوادر میں آپ دیکھ لیں چھٹی ہے مثال دے رہا ہوں کہ اس طرف میری زمین ہے، اس طرف ملک صاحب کی زمین ہے، اس طرف ملک صاحب اور نیچ میں سرکار آگئی کہاں سے آگئی بھائی کہاں سے آگئے؟ تو اسی طرح چھٹی موضع

ہے۔ جیونی، گنر، بارڈر کا آپ پوری ایریا لے لیں جہاں جہاں settlement نہیں بھی ہوئی ہے۔ جہاں settlement نہیں ہوتی ہے وہ قبائل کی زمین ہے آپ الٹ کر کے direct اداروں کو دے رہے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ آپ کا process settlement ہوا ہی نہیں ہے ابھی تک اور آپ کے revenue کے مطابق 30 سال تک میرے خیال سے جس زمین پر قابض ہے وہ اُسی کی ملکیت ہے۔ ہم تو ہزاروں سال پہلے اور پاکستان بننے سے پہلے بھی اُسی زمین پر قابض تھے اور آج بھی ہیں اور انشاء اللہ و تعالیٰ ہمیشہ رہیں گے۔ ہم اپنی زمین کسی کے لیے نہیں چھوڑیں گے۔ ایک ڈائریکٹریلنڈریکارڈ صاحب آئے گواہ میں۔ انہوں نے record کا کام ہے اگر land record میں پٹواری کی وجہ سے دفتر کے بندے کے بغیر record اُنہی کے پاس ہے تھیصیل دار ہو، پٹواری ہو، پٹوارخانہ ہو۔ اُنہی کے پاس یہ ریونوریکارڈ ہوتا ہے۔ اُن کو چاہیے تھا کہ پہلے ملک صاحب کی اگر زمین ہے، سليم صاحب کی زمین ہے، یا میری زمین ہے مجھے پہلے میری hearing کرتے مجھے بلا تے کہ بھائی یہ زمین آپ نے کس طرح اپنے نام پر کیا ہے۔ انہوں نے direct لال قلمیں چڑھا کے پوری record میں وہ زمینیں لوگوں کی cancel کر دی۔ اچھا جب ہم گئے پٹواری کے پاس یا تھیصیل دفتر لوگ گئے کہ بھائی ہماری زمینیں اس طرف ہیں، میری بندات ہیں میری زمین آپ نے سرکاری کر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ آجائیں میں آپ کو ٹھیک کر کے دے دوں گا۔ تو انہوں نے ٹھیک کر کے دے دی، زمین بھی دے دی۔ دس سال بعد ڈائریکٹریلنڈریکارڈ آیا کہ بھائی یہ تو اس کے اختیار نہیں تھے۔ اس کو کس طرح ٹھیک کر دیا پھر وہی case وہی جتنے بھی زمینیں پٹواریوں نے وہاں جو گڑبرٹ کی ہیں، وہ سارے بجائے کہ پٹواری اور تھیصیلدار کو نیب بلوائے، گواہ میں 15 سے 16 سو لوگ نیب کی پیشی بھگت رہے ہیں اُن کو پتہ ہی نہیں ہے کہ اگر کسی کے نام پر ناجائز بھی کیا گیا ہے اُس زمیندار کو پتہ نہیں ہے اُس ماہی گیر کو بھی پتہ نہیں ہے کہ میرے نام پر کوئی زمین آئی ہے چلیں زمین آئی زمین cancel ہو گئی لکھ کے دیدیا لوگوں نے پھر نیب کی پیشی بھگت رہے ہیں۔ اسی طرح گواہ آپ کو پتہ ہے سی پیک کا mouth related ہے۔ ٹھیک گواہ کے بغیر اس وقت اس ملک کی پوری معيشت گواہ پورٹ سے گواہ میں اس وقت سب سے بڑا یا land ایسا ہے وہ نیوی ہے۔ میں بالکل سرکاری ریکارڈ کے حساب سے میں آپ سے بات کر رہا ہوں۔ گواہ میں جو allotments ہوئی تھیں جن جن فور سز کو

پاکستان نیوی 35 ہزار 2 سو 157 اکیٹر پاکستان نیوی کو allot ہوئی ہے کتنے میں آپ یہ ریکارڈ چیک کریں یہ زمین کوٹیوں کے دام گیا، 1 روپیہ ایکٹر یا 10 روپیہ ایکٹر دی گئی ہے اچھا encroachment نیوی کی ہے 17 ہزار 5 سو 51 ٹولنیوی کے پاس زمین ہے۔ 52 ہزار 4 سو 84 جواپی زمین کو منسٹریوں نے بھی اگر کل order دیں تو پیاس کرنے نہیں دیتے، اندر جانے ہی نہیں دیتے، پیاس تو دو رکی بات ہے۔ پوسٹ گارڈ کے پاس 12 ایکٹر ہے آرمی کے پاس 12 ہزار 5 سو 46 ایکٹر ہے ایئر فورس کے پاس 1487 ایکٹر ہیں۔ ایم ایس اے کے پاس میرین سکیپورٹ ایجنٹی کے پاس 1 سو 160 ایکٹر ہے۔ new airport جو بن رہی ہے ان کے پاس کوئی تین چار ہزار ایکٹر ہیں۔ ریلوے کو زمین دی ہے کوئی چھ سے آٹھ سوا ایکٹر مزید وہ مانگ رہی ہے۔ free zone بن رہا ہے اصل تو پورٹ کی activity اُسی میں ہونی ہیں۔ free zone جس ایریا میں بنا ہے اُس علاقے کو کہتے ہیں وادی ڈور، وادہم کہتے ہیں نمک کو۔ اور ان لوگوں کی production ہی نمک ہے۔ وہ سمندر کے پانی سے بندات کے اندر نمک بناتے ہیں۔ اور وہی نمک مچھلیاں جہاں جاتی ہیں تو اُس پر نمک ضروری ہے تو وہی نمک مچھلیوں کی صنعت میں استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح آپ لوگ طباق بناتے ہو، ہم مچھلی کو اسی طرح نمک لگا کے سکھا دیتے ہیں۔ پھر جب بھی سال بعد تھوڑا اٹھوڑا کر کے کھاتے ہیں۔ ابھی جو free zone بنایا گیا ہے وہاں لوگوں کے گھر land acquisition کے تحت پوری آبادی وہاں سے ہٹ گئی۔ آبادی میں یہ ہوا میں اور ملک صاحب دو بھائی تھے میں نے بھی اپنا گھر 1 کروڑ میں بنایا تھا اور اس نے بھی اپنا باغہ 1 کروڑ میں بنایا اس کو 1 کروڑ مل رہا ہے اسی باغہ کی قیمت مجھے 30 لاکھ روپے مل رہے ہیں اب میں 30 لاکھ میں کس طرح جا کے وہ گھر بناؤں گا acquisition act لگتی ہے 2006ء میں، payment ہوتی ہے 2018ء میں۔ 12 سال اس کا difference قیستیں بڑھ گئی ہیں۔ اب اُس میں 34 لوگ آج تک بیٹھے ہوئے ہیں وادی ڈور کے جن کی payment کا issue ہے۔ ڈی سی نے بھی لکھ دیا ہے پورٹ کو۔ سب نے accept کر لیا ہے، C&W نے بھی سروے کی ہے کہ بھی ان کے گھر اتنے کے ہیں اس وقت۔ آج سے میں تین چار سال پہلے کی بات کر رہا ہوں جناب! گورنمنٹ نے انکو compensate کی ہے۔ انکو پیسے دیتے ان کو زمینیں دی۔ بہت سارے لوگ چلے گئے اب چوتیس لوگ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو compensate نہیں ملی ان کو نوٹس مل رہے ہیں کہ زمین خالی کر دیں۔ وہ زمین کیسے خالی کر دیں گے اُنہیں پیسے ابھی تک نہیں ملے ہیں۔ ہر دفتر کو انہوں نے کھٹکا یا ہے۔ چیف جسٹس صاحب گواہ آئے تھے ان کو بھی انہوں نے کہا۔ سی ایم صاحب کو کہا سب کو کہا۔ ابھی تک ان کی شفواٹی نہیں ہوئی

ہے۔ ہاں فری زون میں جو نک بنا نے والے لوگ تھے اب وہاں سے اٹھ کے وہ جائیں گے تیس کلومیٹر دور تو وہ وہاں تو نمک نہیں بنائیں گے۔ آپ نے ان کے لئے کیا بندوبست کیا ہے؟ شہر کوڈ بیلپ کیا جاتا ہے وہاں کے لوگوں کو متاثر نہیں کیا جاتا ہے۔ اب ان کا روزگار کا ذریعہ آپ نے دینا نہیں ہے۔ گوادر کے لوگوں کو چھوڑیں وہاں آپ نے بلوجستان کے لوگوں کے لئے وہاں کیا شیئر رکھا ہے اگر آج بلوجستان کے لوگوں کے پاس میں نہیں ہیں آپ کے لوگوں کے پاس میں نہیں ہیں کل ہمارے پاس میے ہوں گے لیکن ہمیں وہاں پلات نہیں دیا جائے گی گوادر کے لوگوں کے پاس میں نہیں ہیں کل ہم لوگوں کے لئے ایک بنس کرنے کے لئے۔ تو میری ایوان سے درخواست ہے کہ وہاں گوادر اور بلوجستان کے لوگوں کے لئے ایک شیئر رکھا جائے تاکہ آج ہمارے پاس میں نہیں ہیں کل ہمارے پاس میے ہوں گے تو ہم کل وہاں انڈسٹری لگائیں گے تو ہاں میں فری اُنکے لئے ہوں گے۔ مطلب آپ ابھی سے ہی وہاں پر شامل ہی ہمیں نہیں کر رہے ہیں۔ تو اس سے توصاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جتنی بھی ترقی ہے گوادر کے حوالے سے گوادر کے لوگوں کے لئے نہیں ہیں گوادر کے لوگ ایک وسو سے میں ہیں۔ اُن کو نیند نہیں آتی ہے چین ہیں بے روزگار ہو گئے ہیں سمندر نہیں جاسکتے ماہی گیر صحیح اٹھتا ہے جا کے 4 کلومیٹروں بوجھا ماہی گیر آپ کو رونا آئے گا آپ اُس کی حالت زندگی دیکھو گے۔ 6 کلومیٹر جائے گا ایک فوجی کے پاس یا ایک سپاہی کے پاس اپنا شناختی کارڈ entry کرانے گا۔ پھر 6 کلومیٹر آئے گا اپنا boat لے گا سمندر جائے گا پھر واپسی پر آئے گا۔ جناب اپنیکر! ماہی گیر رات کو سمندر میں جاتے ہیں دن کو جاتے ہیں کوئی time ہے ہر fish کو کپڑنے کا الگ ایک time ہے اُسی پر time ہے اُسی جاتے ہیں۔ اچھا جب سے PC پر واقعہ ہوا ہے اب تو سمندر پہاڑ ساتھ جہاں پر lobster اُس پہاڑ کے پھروں کے ساتھ ہی اُس کی افزائش ہوتی ہے وہاں اُس کو کپڑنے نہیں دیتے اُس کا سائز ہے اور سب سے مہنگا food ہی ہے۔ اب وہاں ماہی گیر بھی تقسیم ہیں کوئی سامن مچھلی کپڑتا ہے کوئی king fish کپڑتا ہے کوئی michral یا کپڑتا ہے کوئی فلاں کپڑتا ہے ہر ماہی گیر کے پاس الگ net ہے وہ جس کے پاس جو net ہے وہ اُسی حوالے سے fishing کرتا ہے۔ وہ ایک عذاب میں ہیں۔ اچھا boat-builder والے ہزاروں سالوں سے وہاں لکڑی کی boats بناتے ہیں جو آپ نے boats دیکھی ہوں گی، بڑی بڑی کشتیاں چھوٹی چھوٹی کشتیاں یہ سب وہاں ہمارے پاس ایک پورا وہ ہے اُس کو ہم واڑو کہتے ہیں جو یہ boat بناتے ہیں۔ اور اُس کو boat builder کہا جاتا ہے وہ بھی متاثر ان کا بھی ایریا سمندر کے کنارے پر ہے وہ بھی روڈ کے نیچے ہے میری ٹائم گوادر naturally کسی شہر کو جب develop کیا جاتا ہے اُس کی قدرتی اُس کو نہیں چھیڑا جاتا۔ قدرتی حسن کو لوگوں کے روزگار کو ساری چیزیں دنیا میں کہیں پر بھی planing ہوتی ہے تو اس

طرح کی جاتی ہے کہ وہاں مقامی لوگ متاثر نہیں ہوں۔ بلکہ ان کو ساتھ لیکر چلنے کی ہمارے پچھے صبح شام جن سمندر کے کنارے کھلتے تھے۔ وہاں اب روڈیں بن گئی ہیں۔ گوادر میں اس وقت ہر گھر متاثر ہے نشیات سے۔ کچھ ہے ہی نہیں کرنے کے لیے نوکری نہیں ہے پورٹ کو دیکھتے ہیں سامنے اتنا بڑا پورٹ ہے کہ کوئی ان کو وہاں جانے نہیں دیتا۔ کام تو دور کی بات اور جس شہر کے ہم مالک بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے ماہی گیر ہمارے زمیندار وہ بیچارے ڈسٹرکٹ میں enter ہوتے ہوئے سوچیک پوسٹوں سے گزرتے ہیں۔ ہر جگہ اپنا تعارف کرتے ہیں۔ گوادر میں آپ enter ہوں گے، ابھی آپ recently گئے ہیں گوادر enter ہونے سے پہلے چیک پوسٹ لگی ہوئی ہے کہاں جا رہے ہیں بھئی سامنے گوادر ہے اور تو سمندر میں کوئی مر نے تو نہیں جا رہا پسے گھر ہی جاؤں گا انکلو تو بتا کے جاؤ اور آؤ جواب دے کے جاؤ۔ ایک بارڈر ہے جس سے ہمارے لوگوں کا کاروبار کے حوالے سے گزارا ہوتا ہے۔ بارڈر پر لوکل لوگ ہی ہیں وہاں جو border trade کر رہے ہیں۔ چھوٹا موٹا کاروبار کوئی تائلینیں لارہا ہے۔ ہمارے بلوچستان کے لوگ اتنے بڑے سرمایہ دار تو نہیں ہیں اور گزارا بھی اسی بارڈر سے ہے بارڈر پر جہاں لوگ کاروبار کرتے تھے۔ وہاں اب NLC کے نام پر آکے بیٹھ گئے ہیں۔ زبردستی ان زمینداروں سے کہا کہ بھئی یہاں NLC آئے گئی اچھا NLC ایک کمپنی ہے اُس کے لیے گورنمنٹ نے منع کر دیا جب ہم نے یہ stand allotment شروع کر دی۔ یہ گوادر master plan ہے، میرے خیال سے کسی کو بھی سمجھ نہیں آیا ہوگا جناب اسپیکر! آپ یہ جو روڈیں دیکھ رہے ہیں نا۔ ہر کلومیٹر بعد روڈ ہے۔ میں اس ایوان میں بتانا چاہتا ہوں گوادر کے لوگ وہ واحد لوگ ہیں جتنی بھی روڈیں نکلی ہیں GDA کی اُنہوں نے cost free of اپنی زمینیں دی ہیں۔ کسی نے دی اس پاکستان میں اس بلوچستان میں کسی نے ایک ایچ بلکہ یہاں سرکار زمینوں کو لے جاتی ہے وہاں لوگوں نے اپنی ملکیت کی قربانی دی۔ کہیں ترقی ہوگی ہمارے لیے اُس ترقی کا نتیجہ آگیا یہ green belt آپ لوگ جتنے بھی دیکھ رہے ہیں یہ سب belt ہیں اور یہ شہر سات کروڑ روپے لوگوں کی زمینیں پیچی ہیں آپ زمین ناپچیں کل یہ گوادر شہر کے اندر آپ کی زمینیں ہیں ان کو آپ ناپچیں ان کو green belt میں ڈال دی گی ہے۔ جب یہ ماسٹر پلان بن رہا تھا یہ پہلائیں ہے گوادر کا یہ دوسرا ماسٹر پلان ہے پہلا بنایا تھا نصابت نے 2003ء میں start کیا ہماری زمینیں hold کر دیں دو سال بعد ماسٹر پلان لایا بھی NESPAK کا یہ ماسٹر پلان آگیا۔ ہم نے کہا چلو بھئی accept ہے اب یہ دوسرا ماسٹر پلان آگیا تیرا، چوتھا، پانچوں ابھی پہنچیں کتنے اور آگئے آئیں گے ہر کوئی آئے گا وہ اپنی مرضی سے ایک ماسٹر پلان لے آئے گا۔ اب Gwadar smart port city master plan

اس میں کیا کیا گیا ہے۔ جو وہ ماسٹر پلان تھا اس میں لوگوں کو NOC دیدی ہے GDA نے جن ہاؤسنگ business کرنے کے لیے لوگوں کو NOC دیدیں۔ نئے ماسٹر پلان میں وہ نکل گئے۔ ان کی زمین reserve پر کر دی ہیں کہ 50 سال کے لئے ابھی ماسٹر پلان بنा ہے 2050ء تک۔ ابھی 23 سال اور 33 سال اس کے ہیں۔ اس کے بعد اس زمین کو plan کریں گے اچھا ہماری کروڑوں روپیہ کی زمینیں ہیں green belt میں دیدی ہیں، پہاڑ ہیں اسلام آباد میں تو سارے پہاڑوں کو green belt کیا ہوا ہے۔ کوئی آپ دیکھ لیں فٹ پاٹھ بنتی ہے۔ ہر ہاؤسنگ اسکیم bound ہے وہاں کتنے % آپ green belt کرو گے اتنے آپ percent commercial communities کے لیے رکھیں گے اتنے رکھو گے۔ پھر کون سی green belt کی ضرورت ہے۔ جہاں سرکاری زمین ہے جا کے وہاں green belt کریں دوسرا یہ ماسٹر پلان میں یہ آپ دیکھ رہے ہیں یہ ایریا ہے میں نے لکھا ہے Central business district, CBD area میں کوئی بنتے ہیں۔ جب ایک شہر develop ہوتا ہے بڑے city جو بنتے ہیں ان میں Central area ہی بنائے جاتے ہیں۔ لوگوں کی زمین کو جھوڑ کے سرکار کے نام پر جوز میں کی گئی ہے Business District CBD area بنارہے ہیں۔ تو میں کیا سمجھوں کہ یہ ماسٹر پلان میرے اور میرے لوگوں کے لئے بنایا ہے میں کیا سمجھوں کہ یہ گوادر کے لوگوں کی تقدیر change کرے گی۔ اگر آپ کی سرکار آ کر یہ چیزیں کریں GDA کریں یا گورنمنٹ آف بلوچستان کرے آپ کو چاہئے اگر آپ وہاں کے لوگوں کو ساتھ لے کر چلنا ہے تو وہاں کے لوگوں کی زمینیں پر جا کے کریں۔ ان کو دیں کہ بھی آپ بنائیں plan آپ دیں design ویسے بھی GDA بیٹھی ہے اس کے بغیر تو کوئی NOC نہیں ملتا۔ تو جناب اسپیکر! یہ ماسٹر پلان، روڈوں کی کوئی compensation نہیں دی گئی ہے ایک روڈ بنارہی ہے چائیز کے لی جو پورٹ کو connect کرتی ہے اس روڈ پر لوگوں کی کروڑوں روپے کی زمین آرہی ہے ابھی تک لوگوں نے DC کو application لکھ کچے ہیں ڈی سی لکھتا ہے پورٹ والوں کو چیف جسٹس صاحب آئے ان کو کہا میرے سامنے آپ ان لوگوں کی زمینوں کی compensation دیں ورنہ میں stay دے دوں گا۔ لوگ روڈوں پر آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ لوگ ہڑتال کر رہے ہیں development کے خلاف ہے فلاں ہے بولتے ہیں۔ تو یہ سارے ہمارے ساتھ issues چل رہے ہیں۔ اچھا پورٹ میں جتنی activity ہو رہی ہے لوکل بندوں کی اسیں ٹرانسپورٹیشن ہو رہی ہے جو بھی ہو رہی ہے کوئی حصہ داری نہیں ہے جناب اسپیکر! کہتے ہیں کہ گوادر کو اور مان سے خریدا گیا تھا۔ میں آپ کو اس حوالے سے ابھی بتاتا ہوں، گوادر کا 1958ء میں معاهدہ ہوا۔ یہ رہا معاهدہ

ٹھیک ہے، یہ اومانی پیپر پر اس کا ترجمہ اومان گورنمنٹ کی اسٹیمپ پیپر پر جب اومان گورنمنٹ نے سلطان قابوس گوادر بریش کے through پاکستان کو بیچا۔ پنیتیس لاکھ روپے اُس وقت پاکستان گورنمنٹ کے پاس نہیں تھے۔ سر کریم آغا خان نے وہ پیمنٹ کی 3.5 millions Rupees کہتے ہیں ”کہ گوادر خرید لیا ہے ہم نے“۔ آپ نے گوادر خریدا ہے اس میں سرکاری immunities آپ نے خریدی ہیں باقی حاکمیت خریدی ہے آپ نے وہاں کے لوگوں کو تو نہیں خریدا ہے۔ اس معاهدے میں صاف لکھا ہوا ہے اچھا! گوادر کا جب معاهدہ ہوا اس میں جو منزراں لکھیں گے اُسکا پچیس فیصد حصہ دار ہوگا اومان گورنمنٹ۔ جب بھی پاکستان وہاں سے منزراں نکالی یا جو پروڈکشن ہوگی اُسکا 20% گوادر میں موجود لوگوں کی، اُس وقت اومان کا ہوتا تو سارے اومانی ہوتے تھے۔ تو اُسکی حیثیت پاکستانی شہری کے برابر ہوگی۔ اور اس معاهدے میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اُنکی زمین، اُنکی ملکیت، اُسی طرح قائم و دائم رہے گی۔ اور معاهدہ جب ہوا ہر دس سال بعد تیس سال کے لئے اُسمیں یہ طے ہوا کہ 1958ء سے لیکر 1988ء تک ہر دس سال بعد باقاعدہ ڈپٹی کمشنر گوادر یا ضلعی انتظامیہ مائیک پر a اناؤنس کرتی تھی کہ آپ نے اومان جانا ہے اومانی شہریت لینی ہے، تو قانون میں تھا کہ تیس سال تک گوادر کے لوگوں کو چھوٹ دی جائے گی ہر دس سال بعد باقاعدہ لا ڈاپسٹکر کے ذریعے پورا شہر میں اناؤنسment ہوتا تھا گورنمنٹ کی طرف سے کہ آپ نے اومان جانا ہے یا نہیں جس کو جانا ہوتا تھا اومان گورنمنٹ انکو یعنی دے کر کے لے جاتی تھی۔ اور گوادر میں اومان آرمی میں جو بلوچ رجمنٹ ہے وہاں جو سلطان کی اپنی سیکیورٹی ہوتی تھی وہ بلوچ سیکورٹی میں رہتی تھی سلطان قابوس کو بلوچوں سے بہت زیادہ اُنسیت تھی۔ ابھی جو سلطان بیٹھا ہوا ہے جب یہ رائی ہوئی چھ میین گوادر میں ایک ماہی گیر کے گھر اُسکو چھپا کے رکھا تھا کہ دشمن اُسکو نہیں ماریں وہ اس وقت اومان کا سلطان بنا ہوا ہے۔ اور اُسمیں یہ بھی تھا کہ گوادر میں جتنی بھی فوج Kohda's کہداں اُس ٹائم گوادر کے مالک ہوتے تھے اومان کے جو نمائندے ہوتے تھے وہ کہداں ہوتے تھے۔ اور کہداں کے تھرو اومان ساری چیزیں کرتی تھی۔ آرمی بھرتی بھی انہیں کہداں کے پاس اچھنسی ہے اس وقت بھی ہے گوادر میں۔ اُنکی اومان آرمی کی ریکروٹمنٹ اچھنسی ہے۔ ہر سال وہ تین چار سو لوگ یہاں سے بھرتی کرتے تھے۔ پھر گوادر کی لوگ نہیں جاتے تھے تو تربت، آواران، خضدار، وہاں سے بھی بہت سارے لوگ اومان آرمی میں بھرتی ہوئے ہیں۔ اور شرط بھی یہی تھی کہ اومان آرمی بھرتی کرے گی پاکستان گورنمنٹ کوئی مداخلت نہیں کر سکتی اس معاهدے میں ہے۔ مسٹروان (Mr. Wan) جو گواڑا تھا اُنکے اور کہداں (Kohda's) کے درمیان یہ معاهدہ ہے۔ وہ پاکستان اور اومان گورنمنٹ کے درمیان تو یہ ساری چیزیں ہیں

اوaman نے گوادر کو جو بھی ہیں میں نقشہ لایا ہوں یہ ہے گوادر اوaman کے وقت کا گوادر ہے۔ یہ گوادر شہر ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں یہ سارے green, green آپ دیکھیں یہاں لوگوں کی باغات ہوتے تھے یہ میں یاد ہے۔ مجھے یاد ہے ہر گھر کے ساتھ۔ اُس ٹائم تو کوئی ذرا نہیں ہوتے تھے روڈ زندہ ہوتے تھے لیکن گوادر کی اُس وقت بھی یہی خاصیت تھی کہ گوادر اُس وقت بھی natural port تھا۔ گوادر کی revenue، جب خان نے بطور تخفہ اوaman کو دیا، سات سو ڈالرز اُنکم تھی۔ جسے اوaman کی فوج چلتی تھی۔ تو یہ گوادر original پرانی ہے۔ یہ دیکھیں گوادر میں جو اوaman کی ملکیت تھی ٹیلیگراف آفس جو بھی تک یہ، ابھی یہ تصویر میں کھینچ کے لے آیا ہوں اسکی حالت یہ ہے کہ جو چیزیں اُس نے دی ہیں ہم اُن کو repair بھی نہیں کر سکتے۔ جو ہماری assets ہیں۔ یہ گوادر پورٹ ہے natural archives یہ چار سو پانچ سو سال پہلے اسکی یہ تصویر دیکھ رہے ہیں ناں کہ trade ہو رہی ہے ship ہے یہ سمندر کے کنارے۔ سلیم صاحب کو میں دکھار ہاں ہوں۔ یہ دیکھیں جناب قلعہ ہے جو اوaman نے دی ہے یہ آغا خانی، پیچھے آپ دیکھ رہے ہیں یہ بلکہ اس پر واضح ہو جائے گا۔ یہ آغا خانی جماعت خانہ ہے جو ہزاروں سال پرانی ہیں جو اس وقت بھی وہاں اسی طرح maintain ہیں۔ یہ پیچھے آپ دیکھ رہے ہیں۔ اور یہ قلعے ہیں ان کی حفاظت کے لئے اُس وقت اوaman نے بنائے تھے چاروں طرف۔ یہ دیکھیں وہ قلعہ ہے جہاں سے گوادر کے entrance ہے۔ اور گوادر شہر D.C. دفتر یہ فرش ہار بڑا، وہ روڈ اُسکے ساتھ یہ قلعہ ہے۔ یہ بنایا بھی۔ اس کو آپ دیکھ لیں اس کی کتنی اچھی condition ہے یہ بلوچستان گورنمنٹ نے یا پاکستان گورنمنٹ نے repair نہیں کیا ہے۔ اوaman نے اُسی لاکھ یا ایک کروڑ روپے اس پر خرچ کیتے ہیں میوزیم بنایا ہے۔ یہ ہماری گورنمنٹ نے پولیس تھانے بنادیا تھا جس نے آکے خالی کروایا اور اسکو میوزیم بنایا۔ (ڈیک بجائے گئے) یہ ہزاروں سال پرانا شاہی بازار ہے گوادر کا۔ یہ آپ دیکھ رہے ہیں یہ اس کی، اور یہ دیکھیں مشہور دکان ہے گوادر میں ایک حلوہ بنایا جاتا ہے جس کو گوادری حلوہ کہتے ہیں۔ یہ بھی شاہی بازار کی کلچر ہے جو اوaman نے ایگر یمنٹ کیا اپنی حاکیت کے ساتھ۔ آپ کو یہ assets دیئے آپ لوگ گوادر اور گوادر کے لوگوں کو نہیں پیچیں۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: یہ آپ منظر یونیورسٹی کو دیں۔

میر حمل کلمتی: میں دے دوں گا میں اسمبلی ریکارڈ میں ان کو رکھوں گا جناب اسپیکر! جس طرح میں نے فرمایا کہ بلوچستان میں جتنی بھی زمینیں ہیں بلوچستان میں ایک انجز میں بھی، سرکاری ایک انجز میں بھی نہیں ہے۔ اور اس طرح باقاعدہ تاج محمد جمالی صاحب جب وزیر اعلیٰ تھے تو ایک کمیٹی، ملک سکندر صاحب میرے

خیال میں اس وقت اپنیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی تھے۔ اور نواب محمد اسماعیل صاحب اُس وقت منشہ فناں تھے۔ ان کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی گئی جنہوں نے اپنی رپورٹ دی اُس رپورٹ میں یہی فیصلہ دیا گیا کہ بلوچستان میں ایک انجمن، انہوں نے بھی اُس وقت انگریزوں کے ظالم میں 1878ء میں ایک سروے ہوا اُسی ریکارڈ کے مطابق انہوں نے فیصلہ دیا کہ انگریزوں کے ریکارڈ میں بھی یہی ہے کہ فلاں زمین فلاں نے کی ہے۔ اور فلاں زمین فلاں قبائل کی ہے۔ آپ خود ماشاء اللہ قبائل لوگ ہیں آپ سب بلوچستان اسمبلی میں جتنے بھی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو جناب والا! یہ سارے issues ہیں کہ بلوچستان اور بلوچستان میں رہنے والے لوگوں کا ہے۔ اور یہاں جتنے بھی tribes رہتے ہیں چاہے وہ کلمتی، مری، بکٹی بازی، چاہے کوئی بھی ہوں جو اس سرزی میں پر رہتے ہیں، یہ ملکیت انہی لوگوں کی ہے۔ اور خدار! انکو انکی ملکیت سے بے دخل نہ کیا جائے۔ جناب اپنیکر! سی پیک کی باتیں ہوتی ہیں کہ یہ ہورہا ہے، وہ ہورہا ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ ساری سازشیں سی پیک کی وجہ سے ہو رہی ہیں۔ اور جو لوگ نہیں چاہتے کہ سی پیک بنے وہی لوگ یہ ساری سازشیں کروار ہے ہیں گوادر اور وہاں کے لوگوں کے ساتھ۔ میں ایک بار پھر آپ کے توسط سے، تمام دوستوں کے توسط سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ گوادر کے بغیر سی پیک کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ بن سکتا ہے نہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ اس لیے میں اس ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ خدار! گوادر کے لوگوں کو ناراض نہیں کریں، ایسا نہ ہو کہ کل گوادر میں development رک جائے۔ اگر گوادر کے لوگوں کے گھروں کو سرکاری کیا گیا، زمینوں کو سرکاری کیا گیا تو وہ دن کوئی اپنی میراث نہیں چھوڑ سکتا۔ تو وہ دن دُور نہیں ہو گا کہ یہ CPEC رک جائے اور کامیاب ہو جائے؟ گوادر کے لوگوں کے پاس اُس وقت پیواری کو دینے کے لئے دوسروں پے نہیں تھے۔ اُنے گھر ابھی تک جو ہزاروں سالوں سے اُس گھر میں رہتے ہیں اُس کو سرکاری قرار دے کر ملبادا کیا گیا ہے۔ کئی دفعہ ان چیزوں کو ہم ریکارڈ پر لائے ہیں۔ کیا ریونیوڈیپارٹمنٹ کا کام نہیں ہے کہ بلوچستان میں بننے والے بلوج، پشتوں باقی اقوام کی جدیدی پُشتی جانیدادوں کو ان سے محروم کر کے سرکاری کیا جائے یہ کہاں کا انصاف ہے جناب عالی؟ میں اپ سب سے request کرتا ہوں کہ یہ سرزی میں یہاں بننے والے لوگوں کی ہے۔ اس کے مالک، اس کو بچانے والے ہم نے Portoguese، پُرتگیز یوں سے لڑ کر سمندر کی حفاظت کی ہے۔۔۔ (ڈسک جائے گئے) آج تک جمل نے، جینند نے اُن کی تاریخ ہی نہیں ہے کہ وہ کہاں چلا گیا، جس کو Portuguese اٹھا کر لے گئے تھے، وہ اکیلا اس ساحل کی حفاظت کرتا تھا۔ تو ہم آپ سے دوبارہ گورنمنٹ سے request کرتے ہیں کہ خدار! لوگوں کو نہیں اُکسائیں لوگوں کو مجبور نہیں کریں، ظاہری بات ہے آپ لوگوں کو ان کے گھروں سے نکالیں

گے اُنکو انکی سرزی میں سے بے خل کرو گے تو وہ دن دور نہیں ہے جو وہ آپ کے خلاف جائیں گے۔ شکریہ (ڈیک بجائے گئے)

جناب چیرمین: جس ساتھی نے بات کرنی ہے وہ مختصر کریں، مختصر ملک صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ (قادہ حزب اختلاف): حمل صاحب نے وہ بات کردی جو میں کرنا چاہتا تھا، میں اسکی legal positio ا بتاتا ہوں کہ 1878ء سے قبل پورے بلوچستان میں کہیں بھی settlement نہیں تھی۔ وہاں ایک قبضہ کے نام سے ایک دستاویز ہوتی تھی قوموں کے درمیان، فیملیز کے درمیان، گھروں کے درمیان، اس کو قبضہ کہا جاتا تھا، وہ ہر ایک آدمی کے پاس ہوتا تھا اور اُس کو پتہ ہوتا تھا کہ یہ زمین کس کی ہے۔ اور پھر یہاں بلوچستان میں تقسیم کا اپنا ایک طریقہ کار انہوں نے رکھا ہوا تھا، کہ جی ایک تو یہ جو بر ساتی پانی آتا ہے اس کو ماندہ کہا جاتا ہے پشتی میں محل کہا جاتا ہے بلوچی میں، تو وہ تقسیم اُس محل یا ماندہ پر ہوتی تھی۔ یا پھر ایک رواج تھا ایک ان کا ایک دستور تھا آب پیشیوں کے نام سے ایک انہوں نے طریقہ کار بنایا ہوا تھا ایک پہاڑی سے اگر پانی اس طرف آ رہا ہے تو پانی اس قوم کا ہے ورنہ اُس قوم کا ہے۔ 1878ء میں جب انگریز آئے اور انہوں نے پہلی دفعہ settlement کو متعارف کروایا اور جب settlement متعارف ہوئی تو پھر land revenue کے تحت یہ طے پایا کہ جو 1878ء سے 1901-02ء تک جو زمینیں سرکار کے نام میں وہ تو سرکار کی رہیں گی جہاں کہیں بھی ہیں۔ اگر سرکار کے نام نہیں ہوں گی تو وہ مقامی قوموں کی ہوں گی۔ اس کے بعد بلوچستان میں settlement ہوئی۔ ابھی جیسے کہ حمل صاحب کہہ رہے تھے کہ 2000ء کے بعد بلوچستان میں settlement کی ابتداء شروع ہوئی۔ جس میں خضدار، بیلہ، آوارن، مکران وغیرہ آتا ہے۔ تو طے یہ ہے کہ زمین سرکار نے اپنے نام وقت کی ہے وہ سرکار کی ہے، Act کی منشاء اور مفہوم بھی یہی ہے کہ یہ مقامی لوگوں کی ہے۔ 1992ء میں یہ issue کوئی میں اٹھا۔ کوئی میں یہ جو موضعات تھے۔ ہند سرہ غریبی، اور نو حصار اس کے بعد جناب کرانی شاد بیزی کی اور کچھ بیگ یہ موضعات تھے اُس میں بھی اُس وقت یہ جو سالانہ وہ لیا جاتا تھا انگریز کے دور میں، پیسے بڑے ہوتے تھے کہ بڑیوں پر بھی پیسے لیتے تھے اور زمینوں پر بھی پیسے لیتے تھے۔ وہ اس لئے لوگوں کو پتہ تھا کہ ہماری یہ زمینیں اور ہماری وہ زمینیں اور اسی طریقے سے صدیوں سے یہ معاملات چلے آ رہے تھے۔ تو یہاں جو بھی unsettled پا پڑتی تھی جو کسی کے نام نہیں تھی لوگوں کی بندوبستی یہ settled اراضی کیسا تھا واقع تھی اس پر انہوں نے یہ declare کر دیے کہ یہ سرکار کی ملکیت ہے۔ لوگ احتجاج پر آئے لوگوں نے چیخ و پکار شروع کی اور کوئی میں اس پر اس طرف جو موضعات ہیں اس وقت اس کو پی بی۔

4 کہلاتا تھا، جتنے چاروں طرف جمیع عوامات ہیں یا اس کی جو حدود ہے وہ میرے حلقت میں تھے۔ تو پھر جس طرح حمل صاحب نے بتایا یہ یہاں اسپلی میں میر تاج محمد خان جمالی صاحب اس وقت وزیر اعلیٰ تھے تو کمیٹی بنی اور بحیثیت اسپلکر میں اس کمیٹی کا چیئرمین تھا اور نواب اسلم خان رئیسانی صاحب فناں منستر تھے۔ ہم دونوں نے کوئی سولہ سترہ صفحے کا ایک فیصلہ دیا اس وقت کے چیف منستر صاحب، تو فیصلہ یہ ہوا کہ وہی جو قانونی پوزیشن تھی ہم نے اس میں تفصیل سے بیان کر دی کہ جو زمینیں 1878ء اور اس کے بعد 2-1901ء تک ہیں، اس کے بعد یہ لوگوں کی زمینیں ہیں۔ آپ کے علاقے میں زرکوں کی زمین تھی جس پر ایف سی کا ایک قلعہ بنایا ہوا ہے، 1987ء میں آپ کے لوگ آئے انہوں نے کہا کہ جی ہماری زمین unsettled ہیں، اس پر ایف سی نے جو قلعہ بنایا ہے اس کا ہمیں compensation دی جائے۔ ہائی کورٹ نے وہ آپ کے لوگوں کے حق میں فیصلہ دیدیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ، کیونکہ کھوسے صاحب ذمہ دار ہیں ان تمام چیزوں کو جانتے بھی ہیں، بلوچستان کی زمینیں ان مقامی قوموں کی ہیں ان مقامی لوگوں کی ہیں۔ سرکار کے نام زمین نہیں ہے۔ وہ سرکار کی نہیں ہو سکتی ہے۔ اس لئے اس قرارداد کو منظور کیا جائے اور کھوسے صاحب سے میں گزارش کروں گے اس پر عملدرآمد کرایا جائے۔ بہت شکر یہ۔

وزیر یونیورسٹی مال: جناب اسپلکر صاحب! کئی دفعہ اس پر بحث ہوا۔ حمل صاحب نے کیا، ملک صاحب بڑے محترم ہیں انہوں نے بالکل جو باتیں کی ہیں بجا فرمایا ہے۔ حمل صاحب نے تو بہت ساری باتیں mix کی ہیں اس میں۔ اصل میں جو قرارداد لے کر آئے تھے آپ کے جو جدیدی پشتی لوگوں کی زمینیں اور سرکار کی ملکیت کا جو تنازعہ کے حوالے سے تھے لیکن اس میں بہت ساری باتیں ہوئی ہیں۔ آپ بھی جانتے ہیں یہاں سب جانتے ہیں اور جتنے بھی یہاں لوگ بیٹھے ہیں سب کسی نہ کسی قبائل سے اُن کا تعلق ہے۔ اور عوام نے ہمیں یہاں بھیجا ہے۔ ہمارا حق بتا ہے کہ ہم اپنے عوام کے ہر معاملات کو تحفظ دے سکتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ان کی حق تلفی نہ ہو۔ ایسا نہیں ہے کہ گورنمنٹ نے خدا نخواستہ کوئی اس طرح کا قدم اٹھایا ہے کہ گواہ کی لوگوں کو جو بے ملکیت کرنے کی کوشش کی گئی ہے یا اس کی زمین کو تھیانے کی کوشش کی گئی ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے جناب چیئرمین صاحب! ایک طریقہ کا رہوتا ہے پوری ایک settlement کا جو یونیورسٹی 1967ء کے تحت اس کا جو شق ہے 151 اس کے تحت سب کچھ ہوتا ہے۔ جب settlement process شروع ہوتا ہے تو اس میں سب چیزیں decide ہوتی ہیں۔ تو وہاں جب لوگوں کو اگر کوئی شکوہ ہے، شکایت ہے، تو یہ ایک process کے تحت ہوتا ہے۔ وہاں فورم موجود ہے وہاں settlement officer ہے تھصیلدار ہے آپ کا ڈی سی ہے

کمشنر ہے اُس کے بعد MBR ہے اگر وہاں بھی یہ مسئلے حل نہیں ہوتے ہیں تو پھر عدالتیں موجود ہیں عدالتیں نے
بہت سارے اس طرح کے فیصلے کئے ہیں۔ کوئی نہ ہو یا بلوچستان کا دوسرے علاقے جو بھی ہوں
unsettled issues کے settlement کے بھی یہاں رہے ہیں کیونکہ ہمارا بلوچستان زیادہ تر unsettled
ہے۔ اس کی وجہ سے معاملات جو ہیں وہ ٹھوڑے سے خراب رہے ہیں۔ اس گورنمنٹ کی پہلے دن سے یہ کوشش
تھی کہ settlement کے issue کو بڑی seriously لیتے ہوئے کہ جتنی بھی جلدی ہو سکے بلوچستان
کے جو بھی unsettled زمین ہے انکی settle کیا جائے۔ اس کے حوالے سے ہم نے کوشش کی کیونکہ
اسٹاف کی بڑی کمی ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ اسٹاف کی بڑی کمی ہے۔ اس کو پوری کرنے کیلئے ہم نے کنٹریکٹ پر
لوگ لئے ہیں۔ آج بھی ہم نے اس پر میٹنگ کی settlement کے حوالے سے تاکہ یہ settle ہو جائیں،
یہ issue ختم ہوں۔ آج بھی ہم نے اس پر میٹنگ کی زمینیں ہیں ظاہر
سی بات ہے قبلوں کی ہیں جس بھی ایریا کے ہیں ہمیں ان کا احترام بھی کرنا ہے اور بلوچستان آپ بھی جانتے
ہیں کہ ہر ڈسٹرکٹ ہر قبائل کے اپنی ایک رسم و رواج ہے ہم نے اس رسم و رواج کا بھی احترام کرنا ہے اور وہاں
کے لوگوں کی بھی جو ملکیت ہے اس کا بھی احترام کرنا ہیں۔ تو وہ سارے process کے تحت ہوئے۔ جہاں
تک گوادر کی زمین کا مسئلہ ہے دیکھیں گواہ حمل صاحب نے خود فرمایا کہ بہت ساری چیزیں نیب میں بھی چلتے
ہیں ریونیو کے اسٹاف کی اپنی ملی ہنگت پکھا اس طرح، یہ بہت سارے اس طرح کے معاملات ہوئے ہیں۔ اس
لئے بھی گوادر بہت زیادہ جو وہاں کی زمینیں ہیں وہ ذرا مقنائز مرد ہی ہیں کیونکہ وہاں پکھا اس طرح کی خرابیاں ہوئی
ہے میں ماننا ہوں کہ اس میں ریونیو کی اسٹاف بھی شامل ہے، بالکل یہ آج کا نہیں میں تیس سال کا ہے یہ
process ہے اور یہ خراب ہوتی رہی جناب اسپیکر صاحب! اگر ہم نے گوادر کو develop کرنا بلوچستان کو
develop کرنا ہے اگر اس ملک کو develop کرنا ہے تو ہمیں سی پیک کے جو بھی ڈولپمنٹ جو ہونے
جاری ہے ہیں گوادر میں، وہ تو آخر آپ نے کرنا ہے وہ کسی کیلئے ہو رہا ہے وہ آپ لوگوں کیلئے ہو رہا ہے وہاں کے
عوام کی ترقی کیلئے ہو رہا ہے اسکی benefit بھی وہیں کے لوگوں کو ملے گا کسی اور کوئی نہیں ملے گا تو جو اسکی میں
بننے جا رہے ہیں وہ آپ لوگوں کیلئے ہیں۔ یہ اس سے ہٹ کر ہیں میں ویسے آپ کو بتا رہا ہوں کہ وہ جو بھی بننے
رہے ہیں وہاں کے عوام کیلئے بن رہے ہیں اس صوبے کے عوام کے لئے بن رہے ہیں۔ اس کا benefit سب
سے پہلے تو آپ کے گوادر کے لوگوں کو، آپ کے مکران کے لوگوں کو ملے گا۔ اس کے بعد اس صوبے کو ظاہری
بات ہے پھر اس ملک کو بھی ملے گا۔ لیکن جو آپ نے ملکیت کی بات کی ہے وہ اس وقت justice sub ہے

کورٹ کے اندر تو میں گزارش یہ کروں گا کہ اگر اس قرارداد پر زیادہ زور نہ دیا جائے اور خاص طور پر جو جدید پیش تی ملکیت اور گورنمنٹ کی جو آپ نے بات کی ہے تو اس پر already کورٹ میں یہ matter پڑ رہا ہے اور 23 نومبر 2020ء کو بھی ایک judgment آیا ہے ہائی کورٹ کے چیف جسٹس صاحب کی طرف سے دونوں تھیں ان میں ایک عبدالحمید بلوچ صاحب اور چیف جسٹس صاحب کا کہ جنوبی انگریز میں تا حکم ہانی کوئی بھی الائمنٹ نہ کیا جائے اور انہوں نے یہ بھی حکم فرمایا کہ جتنے بھی وہاں کے matters ہیں جو لوگوں کے اور گورنمنٹ کے، ان سب کو کیجا کر کے اور ابھی Full bench جو ہے Larger Bench بھی اس کو سن رہا ہے وہاں یہ سب کچھ جو ہیں اس وقت زیر سماحت ہے کورٹ کے اندر تو میرے خیال میں میری یہ گزارش ہو گی ایوان سے کہ اس وقت اگر اس پر ہم لوگ کوئی بھی decision نہیں لیں۔ ایک دفعہ کورٹ جو بھی فیصلہ کریگا، کورٹ نے کہا کہ دونوں کے سرکار کے بھی اور وہاں کے لوگوں کے جو بھی معاملات ہیں وہ دونوں کو اس کے علاوہ بھی جتنے ہیں سب کو کیجا کر کے سب کو سن اجرا ہے۔ اور اس کا میرے خیال میں جو بھی کورٹ کی طرف سے فیصلہ آئیگا اس کو من و عن سے گورنمنٹ قبول کر گی انشاء اللہ۔ میری یہی گزارش ہو گی۔

جناب اسپیکر: جی آپ لوگ ووٹ کرنا چاہتے ہیں؟۔

میر محل گلمتی: جناب ہمیں تو settlement ہونے کے بعد مسئلے ہور ہے ہیں، settlement سے پہلے، تو میری آپ سے request ہے کاڑہ شمالی کی بات کریں وہ نظر کی زمینیں ہیں اس بندے کیسا تھنا جائز ہو رہا ہے اس کی زمینیں cancel کر دی گئی ہیں۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 92 کو منظور کیا جائے؟ مشترکہ قرارداد نمبر منظور ہوئی۔ باقی ابھی کیونکہ تمام زیادہ ہو گیا ہے۔ جی یہ موخر شدہ، ان کو آگے، آج تو کیسے ہوں گی اتنا تمام گزر گیا۔ اس کو اگلے اس میں نہیں کریں؟ اس کو پھر ایک ایک، 00:00 نج گئے ہیں سمووار کو رکھ لیتے ہیں۔ زیرے صاحب! گورنمنٹ کی طرف سے بھی کوئی نہیں ہے۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوائی: جناب پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب اسپیکر: نہیں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے وہ بعد میں جب ایجاد اختم ہو جائے پھر نہیں ہو سکتا تمام نہیں ہے آپ چھوڑیں ملک صاحب! قرارداد میں بول دیں آپ مورخہ 24 نومبر 2020ء کی اسمبلی کی نشست میں پاضابطہ شدہ تحریک 1 پر بحث۔ جی نصر اللہ زیرے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: شکر یہ جناب اسپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں 24 تاریخ کے اجلاس

میں ایک تحریک التوا پیش کی تھی، جس میں پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے رہنماء، ہمارا دیرینہ کن اور نجمن تاجران کے جزل سیکرٹری حاجی اللہداد ترین کے المناک شہادت کے حوالے سے تھی جس کو ہاؤس نے منظور کیا۔ اور آج اس اہم تحریک التوا پر بحث کا آغاز میں کر رہا ہوں جناب اسپیکر! حاجی اللہداد ترین ایک active سیاسی کارکن تھے اور سب سے بڑھ کر وہ تاجران کے بہت بڑے نمائندے تھے، نہ صرف یہ کہ کوئی میں جب بھی تا جروں، دکانداروں کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو حاجی اللہداد ترین، وہ ان مسائل حل کرنے میں پیش پیش ہوتے تھے۔ وہ ایک ایسا بندہ تھا جس کا کسی سے بھی کوئی دشمنی نہیں تھی، اس کا اپنے علاقے میں پیشین میں کوئی میں تمام صوبے میں بلوج ایریا میں پشتون ایریا میں خاص کرتا جو برادری میں۔ ان کا بہت عزت و احترام تھا جناب اسپیکر! اکثر وہ کوئی شہر میں ہوتے تھے، گاؤں چونکہ علیئر کی تھا، تو وہ 9 نومبر کو گاؤں کے کسی فاتحہ کیلئے اور جب شام کی نماز ہوتی ہے تو وہ والدہ سے کہہ کر کے کہ میں نماز کیلئے چلتا ہوں۔ حالانکہ اُس کے کمر کا بھی مسئلہ تھا لیکن اس نے کہا کہ میں اپنے گاؤں کی مسجد جاتا ہوں جو نبی وہ گھر سے نکلا، گاؤں کی مسجد میں انہوں نے نماز پڑھی شام کی، اور وہ فرض نماز ادا کرنے کے بعد وہ مسجد سے نکلے، اور اس ارادے کیسا تھا کہ میں جا کر کے باقی سنت وہ میں اپنے گھر میں پڑھ لوں گا۔ جو نبی وہ نکلیں ان پرنا معلوم مسلح ہشتنگر دوں نے جو بڑے trained hit کیا اور ظاہری بات ہے کہ ان کا گھر ساتھ ہی تھا۔ تو گھر میں اس کی والدہ نے اس کے باقی قابل مبران نے فائرنگ کی آواز سنی۔ تو اس کی والدہ باہر آئی لوگوں نے بتایا اس دوران مسجد سے لوگ نکل آئے کہ حاجی اللہداد ترین پر فائرنگ ہوئی ہے تو اس کی والدہ آئی اس نے دیکھا اپنے لخت جگر کو اس طرح hit کیا گیا تھا سر پر کہ اس کے تمام جتنا بھی سر میں مغز تھا وہ باہر نکلا ہوا تھا۔ تو خود والدہ نے جا کر کے اس کے تمام مغزوں غیرہ جتنے بھی تھے دماغ کا وہ خود اس کے اندر واپس ڈال دیئے۔ تو یقیناً اس ماں پر کیا گزر تی ہو گی جناب اسپیکر! اس قسم کے واقعات آپ اگر نظر اٹھا کے دیکھ لیں کہ یہ واقعات کیوں ہو رہے ہیں؟ بالکل جناب اسپیکر! آج اس ایوان میں امن و امان پر بحث ہو رہی ہے اور ہم عوام کے نمائندے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور عوام نے ہمیں اس لئے ووٹ دیا کہ آپ جا کر کے ہمارے حقوق کا تحفظ کریں ہمارے معاشری حقوق کا تحفظ کریں ہماری جان سر و مال کی تحفظ کریں اور آئین کی رو سے آج یہ اسمبلی سب سے با اختیار August House ہے اس صوبے کا لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ August House کو کوئی اہمیت نہیں دی جا رہی۔ آج تو ہونا یہ چاہیے تھا جناب اسپیکر! آپ نے بارہ یہاں روانگ پاس کی ہے کہ آج امن و امان پر بحث ہے۔ گیلری میں آئی جی پولیس کو، سی سی پی او کو آج ہوم سیکرٹری کو آج چیف سیکرٹری کو یہاں موجود ہونا چاہیے تھا۔ آپ اٹھا کر دیکھیں جناب اسپیکر!

ایک دن بھی چیف سینکڑی اس اسمبلی میں نہیں آیا شاید ایک دن غلطی سے آئے تھے ہوم سینکڑی ہاؤس میں نہیں آتے آئی جی پولیس صاحب نہیں آتے ہیں نہیں سی پی او آتے ہیں نہ کوئی اور کیوں وزیر داخلہ صاحب آج ان کو تو جواب دینا چاہیے تھا آج وہ نہیں ہیں تو اس سے زیادہ اس ہاؤس کی بے تو قیری کیا ہو سکتی ہے۔ آپ کی بے تو قیری ہو رہی ہے آپ کا اتحاق متروح ہو رہا ہے جناب اسپیکر! میرا اتحاق متروح ہو رہا ہے پوری ہاؤس کا ہو رہا ہے۔ جناب اسپیکر! آج کھلی چھوٹ دی گئی ہے خدارا! نہیں کریں آپ نے مسلح دہشتگردوں کو آپ نے کھلی چھوٹ دی ہے کا لعدم تنقیموں کے رہنماؤں کو آپ نے کھلی چھوٹ دی ہے وہ مسلح ہو کر گھومتے ہیں پورے صوبے میں ان کے پاس درجنوں درجنوں مسلح جھٹے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں میں ایم پی اے ہو کر کسی جگہ سرکاری گارڈ سرکاری پولیس کے ذریعے میں نہیں جاسکتا ہوں وہ wanted absconder لوگ ہیں، عدالتوں سے سزا یافتہ لوگ ہیں، وہ مسلح ہو کر جہاں چاہیں وہ جاسکتے ہیں؟ منشیات فروش آزاد، سماج دشمن عناصر آزاد، قاتل آزاد، اور جب وہ چیک پوسٹ پر جاتے ہیں تو وہ کارڈ دکھاتے ہیں۔ جب وہ کارڈ دکھاتے ہیں، ان کو کھلی چھوٹ ہوتی ہے۔ یہ کیا طریقہ ہے جناب اسپیکر؟ آپ سیاسی رہنماؤں کے، اُسکے مقابلے میں آپ دونمبر لوگوں کو آگے لارہے ہو۔ ٹھیک آپ لا ڈونمبر لوگوں کو لیکن یہ دونمبر لوگ جس کے اوپر آپ بھروسہ کر رہے ہو وہ قاتل ہیں وہ منشیات فروش ہیں وہ ہیر و نیچ رہے ہیں لیکن اس نے جھنڈا الٹایا ہے ایک ہیر و نیں فروش ایک قاتل ایک سماج دشمن عناصر کبھی بھی اس ملک کا اس سرز میں کا اس عوام کا خیر خواہ کبھی بھی نہیں ہو سکتا جناب اسپیکر! آپ اٹھا کر دیکھ لیں کہ کیا حکومت حاجی اللہ داد ترین کے قاتلوں کو گرفتار کریں گے؟ ہم مطالبه کریں گے ہمارا مطالبه ہے کہ حکومت اس پر مجرمانہ خاموشی اختیار نہیں کریں آنکھیں بند کیا ہے حکومت نے صرف اس پر حکومت نے آنکھیں بند نہیں کی جناب اسپیکر! میں آپ کو list دیتا ہوں کہ کتنے لوگ اس دوران یہاں شہید ہوئے ہیں۔ نجیب اللہ اسحاق زی کو شہید کیا گیا اس کے والد بم بلاست میں شہید ہوئے اسہا میل کا کڑلیافت بازار میں جیولری کی دکان میں جولائی میں وہ شہید ہوئے اس کے قاتل آج تک گرفتار نہیں ہوئے۔ بلاں نور زی کو ہزارہ ٹاؤن میں جس طرح وہشت کا نشانہ بنایا گیا۔ حضرت غلبی جس طرح نشانہ بنایا گیا۔ اور اس کے علاوہ میں کس کس کا نام لے لوں جناب اسپیکر! سید غوث اللہ جوان لڑکا تھا اُس کو انہوں کیا گیا تھا اس کالاش جو ہے ناں میزیٰ اڈے سے ملا۔ کل ہی آپ کو پتہ ہے آپ کے neighbour خضدار میں ایک استاد کو جناب اسپیکر! استاد احمد علی موسیانی اور اس کا بیٹا سعید احمد موسیانی کو شہید کیا گیا ایک ماہ پہلے نصر اللہ بنگلوری کو شہید کیا گیا اور آپ کو یہ بھی پتہ ہے کہ جناب اسپیکر! اسدا چکنی عوامی نیشنل پارٹی کے رہنماء ہیں، صوبائی پریس سینکڑی ہیں، وہ دو ماہ سے غائب ہے۔ سب نے

خاموشی اختیار کی ہے کوئی نہیں پوچھ رہا ہے کہ بندے کو کہاں لیکر گئے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ تو جناب اسپیکر! یہ صورتحال ہے اس پورے صورتحال کا میں نے آپ کو بتایا کہ یقین جانے پورا صوبہ عدم تحفظ کاشکار ہے میں کہتا ہوں۔ کہ آپ جن پر انحصار کر رہے ہو ان مسلح جھوٹوں پر، ان دہشتگردوں پر ان قاتلوں پر ان منشیات فروشوں پر جن کو آپ نے کلاشنکوفوں کی راہداریاں دی ہیں وہ دہشتگردی کر رہے ہیں سب کچھ کر رہے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ ان کے پاس پتہ نہیں کس کے کارڈ موجود ہیں یا آپ اس سرزی میں کونقصان پہنچا رہے ہو آپ اس ملک کونقصان پہنچا رہے ہو آپ اس ملک کے بندیوں کو ہلا رہے ہو۔ آپ کسی رہنماء کے مقابلے میں آپ محمود خان اچکزئی کے مقابلے میں کسی دونبڑ کو آگے لارہے ہو۔ محمود خان اچکزئی نے تو آئین اور جمہوریت کی بات کی ہے۔ محمود خان اچکزئی نے تو اس ملک میں عوام کی حقوق کی بات کی ہے۔ سردار اختر مینگل اُس کے مقابلے میں آپ جن لوگوں آگے لارہے ہیں اس نے تو عوام کی حقوق کی بات کی ہے کیوں اس طرح کیا جارہا ہے جناب اسپیکر! مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ ہمارے حکمران کیا سوچ رہے ہیں کیوں اس ملک کے آپ پیچھے پڑے ہوئے ہو؟ جناب اسپیکر! میں کہتا ہوں میرا مطالبه یہ ہے کہ آپ حاجی اللہداد ترین شہید کے قاتلوں کو گرفتار کرو۔ پہنچیں آپ، آپ کے پاس کتنی ایجنسیاں ہیں آپ کے پاس سب کچھ ہے آپ کو اس کے قاتلوں تک پہنچنا ہو گا اور اس پر آپ نے خاموشی اور نہ ہم آپ کو چھوڑیں گے کہ آپ اس پر حکومت خاموشی اختیار کر گی مجرمانہ خاموشی آنکھیں بند کریں گے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ اس کو conclude کریں نا۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر! اس کے علاوہ جتنے بھی یہاں جو میں نام لیے ان سب کے نعمت اللہ خروی اس کی تصویر پہلے بھی میں نے اس کو ہاؤس میں دکھائی ہے۔ یہ بندہ ابھی خضدارو ڈھ میں کسی کے ساتھ ہے یہ دیکھیں جناب اسپیکر کہاں ہے آپ کی حکومت یہ تو پرائیویٹ ادارے ہیں ان کی حکومت ہے ریاست اس آئین کی حکمرانی اس آئین میں جناب اسپیکر آرٹیکل 8 سے لیکر کے 28 تک انسان کے تحفظ شرافت تحریر و تقریر کی آزادی کا اس میں عوام نے وعدہ کیا ہے ہم اس آئین کی بات کرتے ہیں اس سے ہٹ کر ہم نے کوئی بات نہیں کی ہے یا اگر غداری ہے یہ ہم کرتے جائیں گے۔ میں جناب اسپیکر اپنی اس تقریر کو اس شعر پر ختم کروں گا:

کہ تم محبت گولیوں سے، میں حکومت کو بول رہا ہوں یہاں کے اقتدار والوں کو:

— کہ تم حکومت! محبت گولیوں سے بور ہے ہو —

یقین مجھ کو کہ منزل کھور ہے ہو۔ گماں تم کو کہ راستہ کٹ رہا ہے

جناب اپیکر، thank you

جناب اپیکر: جی شکریہ زیرے صاحب! بڑی مہربانی۔ جی ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوی: شکریہ جناب اپیکر صاحب! آج کی اس تحریک ان تو اپ جو کوئٹہ کے ایک مشہور تاجر حاجی اللہ داد خان ترین کے حوالے سے پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے دوست نصر اللہ خان زیرے نے لائی ہے جس کو گزشتہ دنوں جناب اپیکر! ان کے گھر کے سامنے ضلع پشین، کلی علی زمی میں گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا گیا، وہ ایک پُر امن شہری تھا اور کوئٹہ میں اس کی تجارت تھی۔ اکثر تا جروں کے مسائل کے حوالے سے اُنکا نام سرفہرست تھا جناب اپیکر صاحب! جس طرح نصر اللہ زیرے نے کہا کہ ایک عرصے کے بعد جب بلوجستان کے طول و ارض میں بدترین ٹارگٹ ملنگ، اغوا برائے تاداں، اس قسم کے واقعات کا سلسہ لکھ گیا لیکن گزشتہ چار پانچ میہنے سے دوبارہ اس قسم کے واقعات سراٹھا رہے ہیں۔ اس ایوان کے اندر اسی میں موجود ہمارے حکومتی ارکین عوامی نیشنل پارٹی کے دوست بھی اس قسم کی قرارداد لائے ہیں کہ ان کی پارٹی کے کارکن جس کو گزشتہ دنوں چمن سے اغوا کیا گیا اور تاحال ابھی تک وہ لاپتہ ہے جناب اپیکر! دیگر صوبوں میں اس قسم کے واقعات کے بعد جب اس قسم کا واقعہ ہو جاتا ہے تو تمام امن و امان کی وہ ایجنسیاں متحرک ہو جاتی ہیں۔ اور وہ اس قسم کے واقعات کا ہو جگہ کرتا ہوں کوئی ناکسی طرح گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ لیکن بدقتی یہ ہے کہ بلوجستان میں اس قسم کے اتنے سارے واقعات ہیں جس طرح نصر اللہ زیرے نے آج اپنی بستے سے پتہ نہیں کتنا تصویریں نکال کر آپ کو دکھائیں۔ کتنا واقعات کا ذکر کیا اور تسلسل سے جب اس قسم کے امن و امان کے حوالے سے اس قسم کے واقعات پر ہم بحث کرتے ہیں تو اس دن ان واقعات میں چار پانچ اور واقعات کا اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن کسی کے قاتل آج تک نہ گرفتار کیا گیا اور نہ ہی کسی قاتل کو آج تک انصاف کے کٹھبے میں لا یا گیا جناب اپیکر! یہ امن و امان کے ان اداروں پر سوالیہ نشان ہے جب کہ بلوجستان سے اتنے خطیر قم ہم نے اپنے پی ایس ڈی پی میں چالیس ارب روپے کے قریب امن و امان کے لئے رکھے ہیں۔ آج ہماری ہرگلی، ہر چورا ہے پر کوئی ناکوئی فورسز کا بندہ آپ کو ملتا ہے۔ اور ان روڈوں سے گزرتے ہوئے کبھی کبھار گھنٹوں تک روڈ بند ہو جاتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی VIP شخص گزرتا ہے۔ لیکن اسی شہر کے اندر اس کے وسط میں بھی اس قسم کے واقعات کا ہونا لمحہ فکریہ ہیں۔ جناب اپیکر! جب بلوجستان میں شورش شروع ہوئی اس وقت ایف سی نئے نئے پولیس کے ساتھ کام کر رہا تھا مجھے یاد ہے کہ اس وقت کے پہلے بجٹ میں میرے خیال میں 3 ارب پھر 7 ارب پھر 21 ارب اور اب جو بلوجستان کے ترقیاتی بجٹ سے بھی زیادہ کار قم ہم امن و امان کے حوالے سے منحصر کر

رہے ہیں لیکن اس کے بعد پھر بھی ہم امن و امان کی حالت دیکھتے ہیں روز اس قسم کی شخصیات کا کہیں نہ کہیں قتل ہونا سوالیہ نشان ہے۔ تو میں کہتا ہوں جناب اسپیکر یہ حکومت کی ذمہ داریوں میں آج بھی ہم امن و امان کے حوالے سے کسی مسئلے پر بحث یا تقریر کرتے ہیں۔ اُس وقت ایوان خالی رہتا ہے ظہور جان جیسے کچھ شریف لوگ یہاں بیٹھے رہتے ہیں۔ ملک نعیم بھی آج سلیم جان وہ بھی اپنا سرچھپا رہا ہے۔ اس افسوس کے ساتھ اس کا جو چہرہ ہے اس کا جولب ولباب ہے وہ بھی میرے خیال میں ما یو ی کا اظہار کر رہا ہے کہ وہ سب کچھ جو اس حکومت میں ہوتے ہوئے یہاں ہو رہی ہے۔ وہ اب ان کے کنشروں میں نہیں رہا جناب اسپیکر! میں بلوچستان نیشنل پارٹی کی طرف سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اللہداد تین کے قاتلوں کو گرفتار کر کے انصاف کے کھڑے میں لا یاجائے اور اس قسم کے جتنے بھی شہادتیں بلوچستان کے طول و اعرض میں ہوئی ہیں اس وقت میں point of order پر اٹھ کھڑا ہوا تھا تو ایک بات کا ذکر کرنا تھا مجھے آپ نے کہا جب آپ امن و امان پر بولیں گے تو جناب اسپیکر! گزشتہ دنوں جب میں پارٹی کے دورے پر نصیر آباد، جعفر آباد، بولان، سبی، جھل مگسی ان علاقوں میں گیا تھا تو وہاں زمینداروں نے اپنے ایک اہم مسئلے کا ذکر کیا۔ اچھا ہے سلیم جان آج بیٹھا ہوا ہے وہ کیر تھر کینال سے وہ زمیندار جو پانی لے لیتے ہیں اپنی زمینیں آباد کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ گزشتہ کئی عرصے سے کیر تھر کینال کے اندر سندھ میں جو گھٹری یا سینہ ہے وہاں سے وہ چمبوں کے اندر یا وہاں جو کھڈا ہوتا ہے اس کے اندر گند پانی ہے اس کو update کر کے کیر تھر کینال کے اندر چھوڑا جا رہا ہے اور وہ بالکل گندہ ہو چکا ہے اور پانی جو ہے نیلا ہو چکا ہے۔ لوگ پانی پیتے ہیں وہاں کے اور یقان اس قسم کی مرض کا اضافہ ہوا ہے۔ اور خاص کر انہوں نے کچھ عرصے سے بہت سارے زمینداروں نے اپنے فصلوں کو بھی پانی دینے کا جو سلسلہ ہے وہ ختم کیا ہے۔ اس لیے میں گزارش کرتا ہوں حکومت سے یہاں green belt ہے اور کیر تھر کینال سے جو لاکھوں ایکڑ آباد ہوتے ہیں آج وہ سب متاثر ہو رہے ہیں یا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے ہمارے وزیر سندھ حکومت سے رابطہ کریں اور وہ گندرا پانی اگر وہاں سے چھوڑا جا رہا ہے تو اس کو روکیں تاکہ وہاں جو زمینداروں کا نقصان ہو رہا ہے۔ اور اس کی وجہ سے جو لوگ بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں کیونکہ سارے غریب لوگ اسی کیر تھر کینال سے پانی پیتے ہیں اور اس میں غسل بھی کرتے ہیں لیکن آپ اس پانی کی حالت دیکھیں انتہائی نیلی شکل اختیار کیا ہوا تھا۔ آپ لوگوں نے خود وہاں visit کیا اور دیکھا میں کہتا ہوں سلیم میری باتوں سے وہ بھی اتفاق کریں گے اور اس حوالے سے آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ ملک صاحب۔

وزیر یونگہ مال: جناب اسپیکر صاحب! آخری فقرہ تھا اس کا میں یہ کیہ تھر کے حوالے سے جو انہوں نے کہا یہ مسئلہ بالکل واقعی انہوں نے صحیح فرمایا کہ یہ صرف کیہ تھر کا نہیں ہے جناب اسپیکر! یہ پٹ فیڈر کا بھی ہے۔ جو سنده سے آتا ہے گڈو کی مقام پر total drainage جو ہے وہ بھی پٹ فیڈر میں جاتا ہے۔ اس کا بھی یہی حال ہے یہ already سی ایم صاحب کے knowledge میں بھی ہے۔ ہم نے دو تین مرتبہ پروگرام بنایا سی ایم صاحب کے ساتھ کہ سی ایم سنده کے پاس جائیں گے اور اس issue کو اٹھائیں گے اس کا کوئی نہ کوئی حل نکالیں گے ہم جانہیں سکے لیکن ہماری کوشش ہوگی کہ جلد سے جلد ہم جائیں گے already ہم نے اس کو take up کیا ہوا ہے سی ایم سنده سے جا کر یہ دونوں جی جی بالکل کیہ تھر اور پٹ فیڈر کا مسئلہ ہے اس کو انشاء اللہ تعالیٰ حل کریں گے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ منستر صاحب جی احمد نواز صاحب سریاب کو ہم کیسے چھوڑ کرو اشک جائیں گے۔

حاجی احمد نواز بلوچ: بسم اللہ الرحمن الرحیم شکریہ جناب اسپیکر! آج کا تحریک التوا جوزیرے بھائی نے پیش کی وہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ ہمارے تاجر برادری بھی اب محفوظ نہیں رہے حاجی اللہداد ترین کا قتل قابل ندامت ہے میں اس کی ندامت کرتا ہوں جناب اسپیکر! کچھ دن پہلے کچھی کے علاقے میں نصراللہ نامی ایک شخص جو کہ انتہائی غریب گھرانے سے اس کا تعلق تھا ایک سال پہلے اس نے ایک چور کو پکڑ دیا تا قانون کے حوالے کروایا تو اس چور کو عدالت نے سزا دی جب وہ اپنی سزا پوری کر کے واپس آیا تو نصراللہ نامی شخص جو اپنی کھیتوں میں کام کر رہا تھا اسے قتل کیا تو اس کی میں شدید الفاظ میں ندامت کرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ پھر اس کو بھی تحریک التوا میں شامل کیا جائے اور اس کو مشترک تحریک التوا کر کے تو اس کی بھی جو ڈسٹرکٹ کچھی ہے اس کی انتظامیہ کو آپ کی طرف سے روئنگ جائے کہ اس کے قاتلوں کو وہ قاتل ایک چور ہے وہ سب کو پتہ ہے اس کا۔ اور اس کو بھی تک نہیں پکڑا گیا ہے تو لہذا میں چاہتا ہوں کہ اس کو بھی پکڑ کر قانون کے حوالہ کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ ریکی صاحب اس کو پاس ہی کر دیتے ہیں ہو گیا۔

میرزا بدیلی ریکی: only one minute Mr. Speaker Sahib

جناب اسپیکر صاحب! اجازت ہے میں اپنی جمیعت علماء اسلام پارٹی کے طرف سے یہ تحریک التوا جناب نصراللہ زیرے نے لائی ہے حاجی اللہداد ترین جو پیشین میں قتل کیا گیا ہے جناب اسپیکر! اس کا میں پڑ زور ندامت کرتا ہوں باقی ایسے دہشتگردوں کو ہماری گورنمنٹ کا حق ہے اس کو پکڑیں اور اس کو قانون کے کھرے میں لا کیں۔ جیسے جناب نصراللہ زیرے نے کہا کہ اس بچوں میں چیف سینکڑی آئی جی پولیس اور ہوم سینکڑی ہوتے

مگر اس اسمبلی کو پتہ نہیں ہے کہ کیوں نہیں آتے ہیں یہاں بیٹھتے نہیں جناب اپیکر! میں دو تین دن پہلے چیف سیکرٹری کے پاس گیاماٹھیل کے کچھ مسئلے کے بارے میں، میں یہ چار دفعہ آپ کے پاس آ رہا ہوں آپ چیف سیکرٹری بلوچستان ہیں proof آپ کے سامنے پڑا ہے آخر یہ وجہ کیا ہے؟ کہتا ہے میں بے س ہوں اس طرف اشارہ کیا ہاتھ سی ایم ہاؤس کی طرف آپ اندازہ لگائیں جناب اپیکر! چیف سیکرٹری جیسے بندے اس بلوچستان کا all-in-all ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے جب تک سی ایم نہیں کہیں گے میں کچھ نہیں کر سکتا ہوں۔ یعنی وہ خالی ایسی ہی بیٹھا ہوا ہے ٹیلی فون آ جائے یا کوئی message twiter یا ہے یہ کیا حالت ہے جناب اپیکر اس بلوچستان کا اور اس گورنمنٹ کا۔ میں عوامی نمائندہ واشک کا ایم پی اے ہوتے ہوئے۔ میری حالت یہ ہے پھر عوام کی کیا حالت ہوگی آپ بتادیں عوام کو میرے خیال سے وہاں ایک کام بھی اس کا سننے کے لیے تیار نہیں ہیں thank you

جناب اپیکر: جی شکریہ۔ جی شام لعل صاحب۔

جناب ملکھی شام لعل لاسی: جناب اپیکر صاحب! میں اس تحریک التوا کی حمایت کرتا ہوں۔ جیسا ان کے قاتل کپڑے نہیں جائیں یہ بڑی زیادتی ہے تاجر برادری کے ساتھ۔ اس قسم کے واقعات جو ہو رہے ہیں

thank you

جناب اپیکر: جی شکریہ جی پی اینڈ ڈی صاحب۔

وزیرِ حکومہ مال: اگر ہوم فنڈر صاحب ہوتے۔

جناب اپیکر: ہوتے کا کیا مطلب ہے؟ ہوم فنڈر صاحب نہیں ہے۔

وزیرِ حکومہ مال: تو وہ زیادہ بہتر طریقے سے بتا سکتے کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں ہے یہ ایک دخراش واقعہ ہوا ہے اور میرے خیال میں ادارے اور جن کی ذمہ داری ہے وہ اپنی بھار ہے ہوں گے کام کر رہے ہوں گے۔ جو حاجی صاحب کا واقعہ ہوا ہے وہ جلد انشاء اللہ تعالیٰ قانون کے گرفت میں آ جائیں گے already اس پر کام ہو رہا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہو گا جناب اپیکر! اسی صوبے کے کچھ عرصہ پچھے چلیں جائیں تو کیا حالات تھے۔ یہ ایک دن کا نہیں ہے بہت سارے گورنمنٹ بھی آئے ہیں change بھی ہوئے ہیں یہ ایک تسلسل ہے اللہ کی مہربانی سے بالکل یہ جو واقعات ہو رہے ہیں جو خرابیاں ہیں تھوڑے بہت۔ نہیں ہونے چاہیے یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے اور گورنمنٹ انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کرے گی کہ اس طرح کے واقعات ختم ہو جانے چاہئیں۔ اور وہ کر بھی رہی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمارے بھائیوں کو appreciate کرنا چاہئے

یہ جو تسلسل ہے ایک خرابی تھی اس صوبے کے اندر کافی حد تک بہتری ہوئی ہے اللہ نے کرم کیا ہے۔

جناب اسپیکر: چھوڑیں آپ لوگ بات تو کرنے دیں۔

وزیر یحکمہ مال: اللہ کے کرم سے کافی حد تک بہتری ہوئی ہے تو آپ appreciate بھی کریں اس گورنمنٹ کو اپنے اداروں کو اور ان پر اعتماد بھی رکھیں انشاء اللہ تعالیٰ اور جو یہ واقعات ہو رہے ہیں مجھے امید ہے کہ ان پر بھی کنٹرول کیا جائے گا اور حاجی صاحب کے جو بھی قاتل ہیں ان کو بھی جلد سے جلد قانون کی گرفت میں آجائیں گے اور ان کو سزا ضرور ملے گی۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ! واقعی پورا ہاؤس اس کی مذمت کرتا ہے کہ جو واقعہ ہوا بہت بڑا نقصان ہے صوبے کے لیے اور تاجر برادری کے لیے، اس علاقے کے لیے اس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ اور سکریٹری صاحب! یہ بھی آپ باور کر کرائیں مستقبل میں جو بھی اس سے related جتنی تحریک یا قراردادوں ہیں وہ بھی باور کرایا جائے کہ یہاں کے جو official box ہیں اُس میں انکی نمائندگی موجود ہو آئی جی صاحب کو بھی لیٹر لکھیں کہ اگر آئندہ نہیں آتے ہیں تو کسی اپنے نمائندے کو بھیجیں تاکہ امن و امان کی جو حالت ہے یا کوئی بھی ایسا جو بھی ڈیپارٹمنٹ سے related کوئی تحریک ہو، اُس حوالے سے اُن کے نمائندے کا یہاں موجود ہونا لازمی ہے۔ گورنمنٹ کو بھی چاہیے کہ اس طرح کے معاملات ہوں کیونکہ یہ کافی ٹائم سے چلا آ رہا ہے اس میں ہوم منسٹر یا concerne کو یہاں ہونا چاہیے تھا لیکن یہاں کوئی موجود نہیں ہے پتہ نہیں ہوم منسٹر صاحب نے چھٹی کی درخواست دی ہے؟ چھٹی کی بھی درخواست نہیں دی ہے۔ تو میرا خیال کیونکہ ہم نے اس صوبے کی بہتری کی ہے نمائندوں کی بولنے کا مقصد یہی ہے کہ جو کوئی بیشی ہے ہم انکو نکالیں۔ اور یہ اصلاح کے لیے ایک یہ چیزیں بہت چیزیں ایسی پونٹ آ جاتے ہیں جو پونٹ ضروری ہیں اس پونٹ کو لینا چاہیے جو نہیں ہیں تو نہیں ہیں۔ یہ چیزیں گورنمنٹ کی بہتری کے ہیں ایسے موقع پر گورنمنٹ کے جو۔۔۔ (مائلت) میرے خیال میں تحریک پر بحث ہی اس کو قرارداد کے کیوں قرارداد پر کر سکتے ہیں یہ بحث تھی اس میں۔ جی اب اسمبلی کا اجلاس بروز سمووار مورخہ 30 نومبر 2020ء بوقت شام 00:40 بج تک ملتی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 09:00 بج کر 10 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)